ما شاء الله لا قوة الا بالله
حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵)
گلدستۂ معرفت
معروف
دیوان ناصر
باہتمام احقر العبید راجی رحمت رب رشید محمد عبد الحمید غفر له الله الحمید
در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع شد
جملہ کارخانے سے ہر قسم کی کتابیں بہ نرخ ارزاں بکفایت وجلد ویلیو پے ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد سعید تاجر کتب و مالک مطبع مجیدی کانپور

| | |
|---|---|
| أحبّ شوقاً بسیر وادٍ رأیت قیسا یسیر فیہا | زنار عشقش چو بہر لسوزم بوصل جانان مرا تمنا |
| وسار حالی علی فراق فان جد ناک نعم حالے | باضطرابی دل چو خواہم بلفظ ارنی ندای موسے |
| اذا لقینا حبیب قلبی وقعت وجداً بلمس قدم | کہ چند غافل ز حال مسکین بعشق آنکس بگو خدارا |
| وقدرت نفسی علیک حبّاً اطوف حولک کمثل کعبہ | ز جان و دل مبتلائے آنم محبت من بسوی اولی |

فان تمنی بوصل صنامن فانت واللہ اہل ذالک
چو قتل سازی من گدارا کجاست ملجا و جیست ماوی

| | |
|---|---|
| حبیب وادیم سیر صحرا و دید مجنون بشوق لیلی | وقدرت قلبی بنار عشق فمنہ ارجو وصال صنما |
| ہلاک گشتیم در فراقت اگر نہ بینیم حیات یا یم | فحیین ادعو باضطرابٍ بـ ارنی ندای موسی |
| اگر نہ بینم من آن حبیبی بپاے بوسی بہفتم از سر | اقول عجزاً برفق قولا بانّی شیئی بحب تہوی |
| چرا نسازم فداے جان را بگرد یارے کہ اوست قبلہ | فان عشقی علیک انسب انّ حبی الیک اولی |

اگر تو خواہی بوصل صنامن قسم خدارا کہ ممکن از تو
فان تفرج بقتل نفسی فاین ملجا وکیف ماوے

| | |
|---|---|
| أحبّ شوقاً بسیر وادٍ رأیت قیسا یسیر فیہا | جلا کر دلکو لگاگی آتش صنم کی ملنے کی ہے تمنا |
| وسار حالی علی فراقٍ فان جد ناک نعم حالے | میں ارنی پکارتا ہوں یہ بیقراری نے مجکو مارا |
| اذا لقینا حبیب قلبی وقعت وجداً بلمس قدم | اگاہ کس سے تجھے تعشق جو ایسا دسی مجھے بھلایا |

بازوی تقوی و زہد لیکے اڑی بار ایک — شمع سے پروانہ کی جل گئے پر دیکھنا
اچھا ہوا اے مسیح تم سے یہ بیمار ہجر — چرخ چہارم سے یان تم بھی تر دیکھنا
خانۂ چشمو نمین یار جھانکی ہے بیٹھا ہوا — پردہ دری دیکھنا روزن در دیکھنا
کعبہ و دیر و حرم کون مکان جان دل — اسکے بغیر از کوئی خالی نہ گھر دیکھنا

سنتے ہین آئین گے وہ لاشۂ عاشق پہ یار
تو بھی تو ضامن کبھی دو گھڑی مر دیکھنا

ہمکو دیکھے جو کسی نے نہین بسمل دیکھا — تیغ براں کے تلے شکر کا قابل دیکھا
عشق بازی کو ملائک نے تو مشکل دیکھا — اس گران بار کا انسان کو حامل دیکھا
موجزن عشق کی دریا مین نپٹ ڈوب گئے — بحر الفت کا کسی نے نہین ساحل دیکھا
مثل گل چاک کیا ہمنے گریبان اپنا — جب سے اس پردہ نشین کو سر محفل دیکھا
کیا ہی لذت تری شمشیر مین ہے ای قاتل — لب ہر زخم کو تر آب کا سائل دیکھا
ہو گیا ٹکڑے جگر مثل کتان پیش قمر — لطف سینے تو نے جسے ای مہ کامل دیکھا
عیش فردوس ہے اور ہے یہی ایمان کامل — جسنے دل بھر کے تجھے ماہ شمائل دیکھا
جسکو دیکھا اسے مارا نظر پیار سے یار — ہمنے آنکھون مین ترے زہر ہلاہل دیکھا
سر اٹھایا نہ کبھی سجدے سے کشتے نے ترے — زیر شمشیر عبادت مین یہ کامل دیکھا

وہ تیری پاس ہے اُسے ڈھونڈھے ہے تو کہان
اپنی خودی مین آپ تو اُسکو چھپا رہا

معنئے ثمّ وجہ کو فہمید چاہیے
ہر طرف جلوہ گر ہے وہ جلوہ دکھا رہا

وہ جان میری جان مین ایسا ہوا محیط
دلمین ہمارے کوئی نہ اُسکے سوا رہا

ضامن تو راز انفسکم عین جان سے دیکھ
تارِ نفس کو آپ وہ تجھ مین ہلا رہا

اے پری تو نے مجھے کیا کر دیا
بے خبر مجنون و شیدا کر دیا

مست و بیکل ناتوان بیجان دل
عشق نے ہمکو یہ کیا کیا کر دیا

قیس سے آخر انا لیلےٰ کہا
عشق نے ادنیٰ سے اعلیٰ کر دیا

دیکھ لو حالت مری اے دوستو
اُلفتِ جانان نے ایسا کر دیا

اُسکے کوچے مین بچھوڑا اے صبا
خاک کا میری بگولا کر دیا

وادیِ وحشت مین مجنون کیطرح
شورِ محشر ہم نے پیدا کر دیا

او ستمگر تیری فرقت نے مجھے
ہر گلی کوچے مین رُسوا کر دیا

اے مرے یوسف زلیخائی دکھا
مفت ہمنے اپنا سودا کر دیا

گلبدن زخمون سے میرا تن بدن
تو نے قاتل گلِ ہزارا کر دیا

کوچہ جانان کو اپنے خون سے
لالہ سان گلزار سارا کر دیا

دیوان ضامن

| | |
|---|---|
| آتشِ شوق نے دیا ہی پھونک | جان و دل اور جگر جلا دیکھا |
| اپنی صورت کا آپ ہی عاشق | آپ پر آپ مبتلا دیکھا |
| ہو کے ظاہر ظہور مین وہ چھپا | ہمنے اُسکا یہ حوصلہ دیکھا |
| جو گیا کوے یار مین نہ بچا | کوچۂ یار پر بلا دیکھا |
| جب خودی گم گئی میان گئی | بخدا آپ کو خدا دیکھا |
| موج دریا کیطرح اُسکو کہین | بحرِ وحدت کا آشنا دیکھا |

اُسکو دیکھا نہ تو نے جب ضامن
اور دیکھا تو تو نے کیا دیکھا

| | |
|---|---|
| اُس بیوفا سے دلکو لگایا تو کیا ہوا | بے غرض ہمنے ناز اُٹھایا تو کیا ہوا |
| ہین وصل یار کے جو فنا ہو گئے تو کیا | نام و نشان اپنا مٹایا تو کیا ہوا |
| غنچہ ہمارے دل کا کھلایا نہ ای صبا | گلشن مین تو نے گل جو کھلایا تو کیا ہوا |
| کیا کیا غمِ فراق مین روتا ہون رات دن | ظاہر مین تمنے ہمکو ہنسایا تو کیا ہوا |
| ہم دلکی آئینے مین تمھین دیکھتے ہین یار | گو تمنے ہمسے منھ کو چھپایا تو کیا ہوا |
| جسدم کہ دم عدم کو نکل کر چلا گیا | وہ اُجڑے گھر مین یار جو آیا تو کیا ہوا |
| دو لطف ہی ہی جیسے کہ دولھا کا پیار ہو | گر ہو پری بنا و بنایا تو کیا ہوا |

دیوان ضامن

نہ ہم یان سے جاتے نہ تم رنج کھاتے
جو ضامن کو گھر پر بلایا تو دیکھا

جان دی دل بھی دیا دیدیا ایمان اپنا
پر عزیز و نہوا ہائے وہ جانان اپنا

خاک ہے منہ پہ ملی چاک ہے دامان اپنا
ہمنے کیا کیا نہ کیا عشق مین سامان اپنا

چشمۂ خون ہے روان دیدۂ گریان اپنا
ملگیا خاک مین جل کر دلِ سوزان اپنا

مصحفِ روے محمد کی تلاوت کیجے
یہ صحیفہ ہے مرا ہے یہی قرآن اپنا

ہمکو تنہائی مین تنہا گیا وہ چھوڑ کے آج
گیا پہلو سے نکلکر دلِ نالان اپنا

چارہ سازی نہ چلی ہا طبیبونکی کبھی
دمبدم زیادہ ہوا وحشت و خفقان اپنا

غم لیا درد لیا گریہ لیا نالہ لیا
لے لیا ہمنے صنم جو کہ ہے شایان اپنا

سینہ و دل مین ہے از داغ برنگِ لالہ
سیر کرنے کو یہ کافی ہے گلستان اپنا

یہ شب تار ہے اور ہمکو ہے تارونکی شمار
ہے کہان جلوہ نما وہ مہِ تابان اپنا

چاہ مین اسکے زلیخا کی صفت آیا رو
ڈھونڈھتا ہون کہ ملے یوسفِ کنعان اپنا

چشم گریان ہے جگر سوزان ہوا اور دل ہے کباب
عشق مین اسکے ہے یہ حال پریشان اپنا

ہے یہ مسجودِ ملائک بشر عالی درجات
رتبۂ قرب کہان جانے ہے انسان اپنا

باغِ جنت کی طلب اور نہ حورونکی ہوس
کوچۂ یار ہوا روضۂ رضوان اپنا

ضامن

| | |
|---|---|
| ای کمان ابرو نگاہِ تیر سے دل چھین گیا | زلف کا چلّا جو دیکھا جب مین چلّانے لگا |
| نو بہارِ سبزۂ حسنِ پریرو سے خدا | ہوتے ہی فرقت کے دیکھو مین تو سم کھانے لگا |
| مجھ مین اور غم مین ہمیشہ ربط و ضبط ایسا رہا | یا تو غم کھاتا تھا مین یا مجھکو غم کھانے لگا |
| شرم مین شیر ہی شرارت ہی اُٹھا دی احجاب | غیر جب جاتا رہا تو جب بھی شرمانے لگا |

برق کے مانند آ چمکا پھر عشقِ نازنین
خرمنِ ہستی ترا ضامن جو جل جانے لگا

| | |
|---|---|
| دلِ شہید کو تیغِ جفا نے مار لیا | کسی کے غمزۂ و ناز و ادا نے مار لیا |
| نہ چارہ سازی چلی عشق مین طبیبونکی | مریضِ عشق کو کامل دوا نے مار لیا |
| مسیح دم کبھی مرتا نہ مین قضا سے بھی | تمھاری چشمِ سیہ سرمہ سا نے مار لیا |
| او دل سہی ساتھ تھی اُس شاہِ نازنین کی ہم | صدائے نغمۂ قالو بلے نے مار لیا |
| یہ ناز و غمزہ کرشمہ نہین کسی بُت مین | جہان کو آپ کی ترچھی ادا نے مار لیا |
| کسی سے کیا ہو تمنا کسی سے کیا ہو امید | دغا سے دل کے ہمین آشنا نے مار لیا |
| تمھاری پان کی سُرخی نے کر دیا ہی شہید | ہمین تو سرخیِ رنگِ حنا نے مار لیا |
| جمالِ حسن کا پردہ کبھی نہین اُٹھا | ہمین تو آپ کی شرم و حیا نے مار لیا |
| تمھاری خفگیِ بیوجہ سے لبونپہ ہی جان | بلای غصّہ و جور و جفا نے مار لیا |

ضامن

بادۂ شوقِ محبت کا ہمین جام ملا

مطلع آرایش از مقطع مہر و مقطع
ابداع از مطلع مہ و اوراق ہمائیہ
خواہ عشاق در صفحہ پریشان و اوقام
کتابت از ارقام و رقم مہ نقش تم گردان
بابی غزالان حقیقت جولان غزلیات
غزوات افصح البیان در صورات
نمایش از صحرا نشان تنگ قدم ہیجان
پیر جست از زبان بنیان بلاغت نشان
در وادی فصاحت آباد ابد عشق از
جولانی تنگ مخمسات حوس فہم
در رباعیات اربع عناصر محن و لطف
در مسبع قطعات قدر نقش مہ و منزہ
و مسدسات جہات ستہ در یمن
شش ثمن مہر و دو منشا گل

تیری آنکھون نین وہ اثر دیکھا
یار تمنے ادھر ادھر دیکھا
وصل کے دن قیب ایسا غلا
رحم اسکو کبھی نہ آیا ہاے
دار فانی مین ایسا دیکھا اُسے
چارہ سازی نہ کی مسیحا دم
واہ وا بارگاہ حضرت عشق

مار ڈالا وہین جدھر دیکھا
پھر نہ تمنے کبھی ادھر دیکھا
اسکو فی النار و السقر دیکھا
ہمنے قدمونپہ سر بھی دھر دیکھا
جسطرح خواب مین قمر دیکھا
تم پہ سنو سنو طرح سے مر دیکھا
تیرے کوچے مین شور و شر دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خامہ مے گوید باد از صریر — مے کنم مرغان معنی را صفیر

گلدستہ معرفت نثار بر ذاتیکہ ہمش نضارت بخش گلزار معنیست و گلشن عرفان تصدق بر نامی کہ ذاتش لاثانی وحدہٗ لاشریک شان اوست، انا اللہ واحدہٗ زبان اوست رموز عارفان معرفت کیش نکتہ ایست از سراج دیوان عرفانش و نکات مضامین خوش آئین شاعران دقائق اندیش رمز لیست از عالیون صدر دیوانش دو اوین جست مضامین بیش ادراک کنہ ذات او پارہ پارہ لبسی آوارہ و مثنویات رنگین نکات بمقابلہ دریافت صفات او ناکارہ

قدوس ستوده سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا در ذکر معراج حبیب خود از لسان
خود فرموده حبیبی که حسنِ محبوبان جهان حبه از خرمنِ حسنِ ستحسنش نمیدوخته
بر جبرئیل از پر تو بش سوخته بسببیکه لُبِّ لباب جمله بنی آدم ست و علت غائی
خلقت عالم رسولیکه خالق او بخطابش وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ گفت
و مقبولیکه بلسان خود گوهر كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ بسلک کلام و رسفت
دُرِّ یتیم نبی کریم احمد بے میم رؤف رحیم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی الله
علیه و علے آله و اهل بیته و اصحابه اجمعین بعدد کل معلوماته الی یوم الدین

## غزل

| | |
|---|---|
| فرمود خدا بوصف آن پاک | لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ |
| عرفانِ خدا با و هویدا | فرمود اگر چه مَا عَرَفْنَاكَ |
| اے ابرِ کرم بعشق خود کن | چشم گریان و سینه ام چاک |
| هجرِ تو سمومِ جان فگارست | وصل تو برائے ماست تریاک |
| صوفی بغم تو ست دل شد | قربانش بعشق خویش چالاک |

اما بعد فقیر حقیر تقصیر عبد عاصی بندهٔ ذو المنن محمد ابو الحسن بن محمد قاسم علی

قصیدہ مؤلفہ از طرف
مؤلف بجناب حضرت
مصنف مدظلہ العالی سے
دو ز الصباح و اللیالی

کہ باغ جمع ہے جب تک یہ شمع انجمن کی محفل ہو
خدا جانے یہ دیوان قوت روح و راحت دل ہو
[illegible]
یہ دیوان ... عظیم سحر بابل ہو

دیوان ضامن

[illegible]

وگاہ ناگاہ از خاطر دریا مقاطر بہر ہدایت سالکان این مسلک خداوانی علی
حیثیۃ المقال صادر می گشتند بسعی تمام کمر ہمت بستہ باجماع آن می کوشم
و پارہاے دل و لخت جگر را بخریدارانش میفروشم

## مثنوی

این متاعیست سِرِّ نہانی | کاشفِ رازہاے ربانی
استعاراتِ ظاہری مپسند | اے برادر اگر تو میخوانی
بنگر از دیدۂ حقیقت بین | مکنیش را رموز سبحانی
بد مبیندار بد نگوس را | گر تو اسرار حق بمیدانی
طرفہ دیوان پُر از معانی عشق | می نویسم کہ ہست لاثانی

قطعۂ تاریخ تالیف این دیوان لطیف از فقیر عبد الغفور گنگوہی
الجلال آبادی عفا اللہ عنہ صابری المتخلص بصوفی و قادری

دیوانِ انتخاب مقاماتِ معرفت | ترتیب یافتہ ز کراماتِ معرفت
صوفی سروش غیب بتاریخ سالِ او | گفت از زبانِ خویش کمالاتِ معرفت
۱۲۸۲ھ

[illegible]

کچھ حور کی خواہش ہے نہ جنّت کی طلب ہے
مدت سے مری جان گرفتار ہوں تیرا

دنیا میں زلیخا کی صفت اے مرے یوسف
بازار محبت میں خریدار ہوں تیرا

بیہوش کیا ہے مجھے جلوے نے تمہارے
اتنی تو خبر ہے کہ خبردار ہوں تیرا

بلبل کی طرح شور و فغاں کرتے ہیں مدہوش
میں جانے نہیں یار میں گلزار ہوں تیرا

میں بادہ پیا غم وحدت کا ہوں ساقی
دے جام محبت مجھے میخوار ہوں تیرا

کیا غرض مجھے چھیڑے ہیں یہ قاضی و ملّا
گر نیک ہوں یا بد ہوں گنہگار ہوں تیرا

اے صاحب غیرت مری جلدی سے خبر لے
بدنام ہوا میں سر بازار ہوں تیرا

سو بار اگر پوچھے گا تو کسکا ہے شیدا
تیرا ہوں میں تیرا ہوں میں سو بار ہوں تیرا

کانٹا سا کھٹکتا ہوں رقیبوں کے جگر میں
گل ہوں میں ترے باغ کا یا خار ہوں تیرا

ضامن تری فرقت سے لب جان ہے پیارے
آ مل مرے عیسی کہ میں بیمار ہوں تیرا

مسجود ملائک تو ہے آدم کسکو تو نے سجدہ کیا
سب میں دیکھا کیا ہے تو ہی تجھ میں وہی ہے ذات خدا

خودی کا پردہ ایسا چھایا دل پر تیرے اے غافل
چھوٹ گئیں جب اسکی آنکھیں نظر نہ آیا تجھ ذرا

چاروں عناصر تیرا اندر پانچواں فانی تم ہی میں نور
جانو یاں سب تجھ ہی میں ہے بہتر ہے دو کیا

چاند سورج سب تیری خاطر خدا شکار بنا ہی دیے
اب تک تو نے اسے نہ جانا جس نے ایسا تجھے کیا

آتش الفت مین جلتا ہون وہین گھٹتا ہون مین
دمبدم جون ذرۂ اخگر تڑپنا لوٹنا

یار بن محفل مین حال اپنا ہی ایسا دوستو
وجد صوفی سے زیادہ تر تڑپنا لوٹنا

زلف مشکین کے تصور مین پریشانی ہے یہ
[illegible] کاکل یار کی رخ پر تڑپنا لوٹنا

مار ڈالا ہے ترے جلوے نے ہمکو شمع رو
مثل پروانے کے ہے شب بھر تڑپنا لوٹنا

یار ملجائے گا ضامن بیقراری کیا ضرور
برق کے مانند تو مت کر تڑپنا لوٹنا

تم مرے پاس اگر آج بھی ہوتے جانا
میری رونے پہ وہین آپ بھی روتے جانا

رشتۂ مہر و وفا آپ کا ہوتا کنگنا
گوہر دل جو مرا اسمین پروتے جانا

بخت بیدار تو جب اپنا سمجھتا یارب
سر کو زانو پہ مری رکھکے جو سوتے جانا

بیوفائی تری معلوم اگر ہوتی ہمین
تری الفت مین کبھی دل کو نہ کھوتے جانا

باغ مقتل مین اگر سیر کو آئے ہوتے صنم
کشتۂ ناز کی تربت پہ بھی ہوتے جانا

کوئی کہتا نہ ہمین وحشی و مجنون زندا
ہم جو رسوا تری چاہت مین نہ ہوتے جانا

تیرے کشتے کو کبھی زندہ نہ کرتے عیسیٰ
چارہ سازی سے مری وہ بھی ہی روتے جانا

باغ دنیا مین ثمر مہر و وفا کا پاتے
تخم الفت کا کسی دل مین جو بوتے جانا

منزل عشق مین ہر ایک قدم پر ضامن
اشک سے دامن حسرت کو بھگوتے جانا

مین ڈھونڈھتا پھرا اسکو تو کوہ و بن مین بس — وہ پاس تھا مری اسکو مین دور جا سمجھا
ہمیشہ زندہ ہوا تیغ یار کا کشتہ — کہ کوی یار کو جو دشت کربلا سمجھا

مثال شمع کے محفل مین جلگیا ضامن
کسو نے راز مرے دل کا آشنا سمجھا

بے خطا یار نے ہمین مارا — تو دل زار نے ہمین مارا
مار ڈالا کسی کی چاہت نے — الفت یار نے ہمین مارا
جائین کیا ہم طواف کعبہ کو — بت عیار نے ہمین مارا
مار ڈالو جو مارتے ہو جی — چشم خونخوار نے ہمین مارا
بن قضا کے کبھی نہ مرتے ہم — اس جفا کار نے ہمین مارا
دام کاکل کی قید سے نہ چھٹے — زلف بل دار نے ہمین مارا
حاصل اپنا نہ کچھ ہوا مطلب — عشق بیکار نے ہمین مارا
اسکی ٹھوکر سے دل ہوا پامال — کبک رفتار نے ہمین مارا
تیر مژگان کمان ابرو سے — اس کماندار نے ہمین مارا
شادی مرگ ہم اسے سمجھے — مہربان یار نے ہمین مارا
مثل موسیٰ کے لن ترانی سن — شوق دیدار نے ہمین مارا

دیوان ضامن

غیر بیٹھے ہیں مجھی پاس سے اُٹھی ہے مے — ساقیا ساغرِ مے ہمکو پلایا نہ گیا

امو عزیزو کہو کس طور تسلّی ہووے — تمسے یان تک بتِ کافر کو بلایا نہ گیا

ڈھونڈھتے پھرتے رہی کوہ و بیابان مین سے — یار تھا پاس ہی پر ہمسے تو پایا نہ گیا

بیخودی ہمپہ یہ چھائی کہ ہوئی ہوش خطا — ہم وہان پہونچے کہ پھر ہمسے تو آیا نہ گیا

دستِ وحشت نے کیا چاک گریبانِ حیا — سوزنِ عقل سی پھر اُسکو سلایا نہ گیا

وصلِ دلدار میسر نہ ہوا گاہ ہمین — بارِ ہجران بھی تو پھر ہمسے اُٹھایا نہ گیا

کیا کہون طالعِ بدخواہ کی ناکامی کو — ایکدن یار کو ضامن سی منایا نہ گیا

خنجرِ ابرو کا جب تمنے اشارا کر دیا — رازِ پنہان نے غمِ دل کا آشکارا کر دیا

غرق ہی طوفانِ گریہ مین سفینہ چشم کا — ہجر نے دریای غم کو بے کنارا کر دیا

رشکِ گلزارِ ارم ہی عندلیبو دیکھ لو — کوی جانان اپنے خون سی ہمنے سارا کر دیا

عاشقون نے نالہ سے گردون گرا ڈالے تھا — مین عصاے آہ سی اُسکا سہارا کر دیا

ہمت گر قتل کرنے کی مرے بیجرم تو — تیری فرقت نے ہمین تو غم کا مارا کر دیا

یار کو کر کے جدا ہمسے فلک پیرا جگر — ہمنے بھی تجھپر دل آہونکا آرا کر دیا

ناتوان ہین جان بلب [illegible] — دیکھ لو یہ حال اب تمنے ہمارا کر دیا

ہی حساب ہندسہ منظور تیری تیغ کو — لوح سینہ کو مرے تسکے ہی سارا کر دیا

دین و ایمان جان بھی اور ہمکو جانان کر دیا

کون خفا ہو بیٹھے کیا نقصان تمہارا کر دیا

[illegible]

رازِ پنہان [illegible] آشکارا کر دیا

[illegible] دیکھا

عشق بازون [illegible] کا دیکھا

[illegible] دیدار [illegible] کا دیکھا

[illegible] قیامت [illegible] کا دیکھا

[illegible]

## غزل

| |
|---|
| ہو گئے پہلے فنا ہونے سے فانی ضامن |
| شیوۂ اہلِ رضا اہلِ فنا کا دیکھا |
| رخ نور جلوۂ مصطفٰے وہ خدا کا نور جمال تھا |
| جو تمام خلق میں ہے عیاں یہ کمال ملتین کمال تھا |
| قفس حیات کو توڑ کے گیا مرغِ دل جو عدم کو ہے |
| مری جان پر یہ وبال بھی بخدا یہ سخت وبال تھا |
| گئی پیاس حلق کی سیر سے تجھے دم ذبح اے بتِ نازنین |
| تری آبِ تیغ کا اے صنم کہوں کیا کہ آبِ زلال تھا |
| نہ تو زر ہے مجھ پہ کہ دوں تجھے تو امیر ہے میں فقیر ہوں |
| دل و جان تھا سو تجھے دیا یہی ایک مجھ میں کمال تھا |
| لبِ بام پر وہ جو آ گیا تو وہ اپنا جلوہ دکھا گیا |
| وہ قمر تھا ہائے جو چھپ گیا وہ پری تھا حور خصال تھا |
| جو خودی کا پردہ اٹھا دیا تو وصالِ یار کا ڈھب بنا |
| وہ ہمارے سامنے آ گیا کہ شہود جس کا محال تھا |
| دل و جان عشق نے کھو دیا مرے پاس یار نہ کچھ رہا |

جب سے دل مین دھیان ہی تیرے رخ تابان کا
خواہش سیر گل و گلزار اصلا نہین ہمکو رہی
ہوگیا ایسا جو تو دشمن ہماری جان کا
اے ستمگر کیا سبب کیا مدعا کیا واسطہ
سب بھلا بیٹھا ہون قصۂ دین اور ایمان کا
دل ہوا مشتاق جب سے اس بت نادان کا
حضرت شاہ نے الفت سے اٹھایا ہوگا

بیچی کیون غیر سے ہی ایک برگ پان کا
ناصحا مجھکو نصیحت کیا کرے ہی دیکھ تو
اور ہی مشرب سدا سی ہی یہان رندان کا
کس قدر اچھا ہی جلوہ اس رخ تابان کا

دیوان ضامن

| | |
|---|---|
| کاکل نے تری ہمکو اب مار لیا اچھا | اس مار سیہ کون نے یہ کار کیا اچھا |
| فرقت مین تری کب تک بیمار جیا اچھا | آ پھر خدا اب تو اے یار ذرا اچھا |
| انکار ہی بوسے سے اقرار ہی ملنے کا | انکار کیا اچھا اقرار کیا اچھا |
| زلفون کا تری قیدی سنتی ہین کہ زندہ ہے | اب تک نہوا ہاے یہ بیمار بلا اچھا |
| ساقی ترا میخانہ آباد ہوا ہم سے | پھر جام مئے الفت ہر بار پلا اچھا |
| ہر بار کی جلنے سے ہر روز کے پھنکنے سے | اب شمع سے پروانہ اک بار جلا اچھا |
| کیا کیا ہی بری ہیکل اس باغ جہان مین ہین | کھلا گلشن عالم مین گلزار کھلا اچھا |
| ہر رسم سے خوبان کی جو جا ہین سو کر بیٹھین | ہوتا ہی نہین انکا اے یار گلا اچھا |
| قاتل تو ذرا اپنے بسمل کو تڑپنے دے | کاٹا ہی جو اب تو نے خونخوار گلا اچھا |

غیر و نہین تو جاتے ہین خوش ہو کر وہ اے ضامن
اور میرے گھر آنے سے انکار ہوا اچھا

| | |
|---|---|
| یا علی جسپہ ترے لطف کا سایا ہوگا | تخت شاہی سی بلند اسکا تو پایا ہوگا |
| یا محمد ہے تری سامنے یوسف ذرہ | دست قدرت نے ترا حسن بنایا ہوگا |
| جسنے کونین مین سمجھا ہی تمھین پشت و پناہ | اسکو دارین کی آفت سی بچایا ہوگا |
| چاہ یوسف کی رہی ہوگی نہ یوسف کی طلب | جسکی آنکھو نمین ترا حسن سمایا ہوگا |

## غزل بطور سہرا

ناز مین نور فشان ہی یہ سجن کا سہرا
بارک اللہ مبارک ہو مدت کا سہرا

رشک افزا گلِ تر لعلِ یمن کا سہرا
جلوہ گر حسن بھرا غنچہ دہن کا سہرا

مجمر مہر مین ڈالا ہی ستارو نکا سپند
ماہ نے دیکھا جو دولھا و دلھن کا سہرا

کہکشان نے بھی کیا گوہر انجم کو نثار
ہے گلِ تازہ نبوت کے چمن کا سہرا

ہو مبارک مرے احباب کو ہر روز خوشی
کیا ہی ضامن نے کہا ہی یہ جشن کا سہرا

بتلا دو طبیبو کہ مین بیمار ہون کسکا
جو یائے شفا شربت دیدار ہون کسکا

ارنی کی صدا لب پہ ہی اور دیدۂ خونبار
موسیٰ کی صفت طالب دیدار ہون کسکا

آتی ہی نظر سب کو بتون مین بھی تجلی
در پردہ عزیزو مین طلبگار ہون کسکا

مین صورت گل آنکھ مین بلبل کی سمایا
اعدا نکے سوا اور کہو خار ہون کسکا

اسطرح گرا خاک پہ ہون اٹھ نہین سکتا
پامال روش نازک رفتار ہون کسکا

اے عشق شہنشاہ خداوند دو عالم
جز آپکے مین بندۂ سرکار ہون کسکا

اب دیدۂ حق بین پہ حقیقت ہو نمایان
دیکھو تو کہ مین مظہر اسرار ہون کسکا

ساقی تری دور میں وہ دلدار نہ دیکھا
اور بادۂ گلگون کا خریدار نہ دیکھا

عالم میں کوئی ہمنے تو بیکار نہ دیکھا
ہر کار میں پر یار سا بے کار نہ دیکھا

شاید نہ رہی مے ترے خمخانے میں ساقی
بدمست مے عشق کا سرشار نہ دیکھا

ہم دیکھتے ہیں عیش مہیّا ہے ولیکن
برباد ہی سب عیش اگر یار نہ دیکھا

جون شمع ہے دہ پردۂ فانوس میں روشن
بے پردہ کبھی یار کا دیدار نہ دیکھا

گر عمر ترے بام کے نیچے ہوئی آخر
اے بخت سیہ روزن دیوار نہ دیکھا

جیتا نہ رہے اور نہ مر جائے یہ بیمار
مانند تپ عشق یہ آزار نہ دیکھا

گو مجلس آنک تری جا پہونچا ہی عاشق
افسوس کبھی آپ کا دربار نہ دیکھا

طالب ہے جہان اُسکی ملاقات کا لیکن
جان بیچے جو دے ایسا طلبگار نہ دیکھا

بیہوش ہی ہشیار ہے اس راز نہان کا
بیہوش کی مانند تو ہشیار نہ دیکھا

اے دست جنون چاک کیا ایسا گریبان
وحشی کی بدن پر تو کوئی تار نہ دیکھا

معلوم ہوا میکدے میں آج گرو سے
واعظ پہ قبا جبّہ و دستار نہ دیکھا

بکتا ہی پھرا مصر کے بازار میں یوسف
یوسف کو مین ایسا سر بازار نہ دیکھا

مختار محمد ہیں ہر اک کار کے ضامن
محبوب خدا سا کوئی مختار نہ دیکھا

دیوان ضامن

| | |
|---|---|
| ناخدا کشتیٔ اُمت یہ ہے طوفانِ بلا | تو خبر جلد کہ ہے تمسے حفاظت کی طلب |
| عشق نے آپکے معشوق بنایا ہمکو | آتشِ عشق کو ہردم ہے زیارت کی طلب |
| میری آنکھونپہ کفِ پائے مبارک رکھدو | قرۃ العین ہو حاصل ہے عنایت کی طلب |
| تاجِ شاہی سے تو بہتر ہے تمھاری نعلین | سرپہ رکھون تو کرون یا رِ ایانت کی طلب |
| آپکی شوقِ محبت مین نکلجا ئے یہ دم | دیجیے بہرِ خدا مجکو ہدایت کی طلب |
| ہم گدائے درِ احمد ہین نہین کچھ پروا | جاہ دنیا کی ہمین اور نہ ریاست کی طلب |

پنجتن پاک کی الفت مین فدا ہو جانا ہے
تجکو ضامن ہے اگر خاص شہادت کی طلب

رہے خانۂ جان مین ہمیشہ صنم کبھی ملنے کا اُسکے نہوا سبب
چھپے پردے مین ایسا وہ غیرتِ حور کہ نہو دی خبر یہ ستم ہے غضب
تمھین ڈھونڈھتے پھرتے ہین شمس و قمر نہین ثانی تمھارا کوئی بشر
تری جلتے ہین سارے یہ جن و بشر تری مثل صنم پری ہو سکے کب
تجھے کہتے ہین جلوۂ رشکِ قمر تجھے کہتے کتانِ دریدہ جگر
تجھے سرو رواں کہین سارے بشر تجھے کہتے ہین قمری طوق لقب
ترے شوقِ وصال مین چھوٹا وطن تری کوچے مین آئے تو پہنا کفن

ترے در پہ ہے ضامن علی یہ کھڑا شہ ہر دو سرا امیر عرب

## ردیف تای فوقانی

...بادیکھے یہ پروانۂ دلِ زار کی ہمت
غالب ہے رُخِ شمعِ دلِ آزار کی ہمت

...لو ہے ومرجان سی کیا کرتے ہین دامن
دیکھو یہ مرے دیدۂ خونبار کی ہمت

...حسین نہ کبھی حور کو جنّت مین مری جان
یا تنگ ہے تری طالبِ دیدار کی ہمت

...پھیری بُلائے مری گھر آپ وہ آئے
عالی ہے یہ اُس عالیِ مقدار کی ہمت

...لم کو کیا مست خرابات سے ناز
مصروف ہے یہ ساقیِ سرشار کی ہمت

...دلمین تمنا کہ بیان کیجیے کچھ حال
قاصر ہے وہان دستِ گفتار کی ہمت

...کشتۂ بیجان کو تین دم مین جلاتے
ہے رشکِ مسیحا تری رفتار کی ہمت

...حرا مین تری مجنون کی پابوس کو آئے
اے آبلہ پا دیکھی طلبگار کی ہمت

...عاشق کو غمِ ہجر سے اکدم مین چھڑایا
کیا کہیے کہ کیا ہے تری تلوار کی ہمت

...دائر ہے میان عشق کی نقطے کو سب عالم
جاذب ہے ترے نقطۂ پرکار کی ہمت

...ہے زخمِ جگر پہ مرے زنگار چھڑک دو
ای یار رو اگر ہے تمھین کچھ یار کی ہمت

...بے سینہ و دل مین مرے بازو و کمر مین
ہو جای خدا حیدرِ کرار کی ہمت

دیوان ضامن

شوقِ دیدارِ صنم مین بیخودی یانتک ہوئی
گاہ بیخود ہجر مین ہون باخبر ہون وصل مین
اک نقطہ ہی نہین ہون عشق مین اُس تک رست
دل کیے پامال کتنے اور مُردے جی اُٹھے

رَبِ اَرِنی کہہ رہا ہون بر سرِ بازار رست
یار بھی ہمکو ملا کیسا ہی خود ہشیار مست
شمس تبریز و جنید و شبلی و عطار مست
اے مسیحا ہے عجب تیری تو یہ رفتار مست

جب سے ساقی نے پلایا جام وحدت کا مجھے
حشر تک ضامن رہیگا بیخود و سرشار مست

## ردیف ثای مثلثہ

معلوم نہین خفگی دلدار کا باعث
جاؤن نہ کبھی کوچۂ دلدار مین ہرگز
اقرار تو کیا تھا شبِ وصل مین تمسے
چاہی جسے ملجائے وہ خود کام ستمگر
موسیٰ کیطرح گر گئے بیہوش ہوئے سب

بیجرم و خطا تیغِ قضا کار کا باعث
لیجائے ہے یہ عشق دلِ زار کا باعث
ظاہر نہوا ہمکو پر انکار کا باعث
موجب نہو تسبیح نہ زنار کا باعث
اے یار وہ یہ ہے جلوۂ دیدار کا باعث

دیوان ضامن

قید میں صیاد کے ہم آ پھنسے افسوس ہے
مرغ دل قید ستم میں آب و دانہ ہی عبث

زلف سنبل یار کو ہر دم سنواری ہی صبا
کاکل مشکین کو ای مشاطہ شانہ ہی عبث

جو کہ کشتہ ہیں تری تیغ تغافل کے صنم
اُنکو جینا ہی عبث اور زہر کھانا ہی عبث

چاہیی عاشق کو خاک کوے جاناں ہو رہے
جو گیا کوچے میں اُسکے پھر کے آنا ہی عبث

اشک بیرنگ با یکطرح اشک بدان میں ہوں رواں
آہ کا اُسکو عزیزو تازیانہ ہی عبث

جلگیا ای شمع تجھپر شوق دل سے جان نثار
ماتم پروانہ پر آنسو بہانا ہی عبث

ہے مگر مد نظر جانا رقیبوں میں تمھیں
چاہیے جانا وہاں ہمکو سنانا ہی عبث

تو نہ آیا اپنے کشتے کے جنازے پر کبھی
بعد مدت اُسکی مرقد پر بھی آنا ہی عبث

مرقد عاشق کو تیری سایۂ گیسو ہے بس
روضۂ و گنبد کلس اور شامیانہ ہی عبث

طائر جان اُڑ گیا قید دو عالم چھوڑ کر
مرغ لاہوتی کو ضامن آشیانہ ہی عبث

## ردیف جیم

آنکھ مفلس کی لڑی کس بت زردار سے آج
دل مرا قید ہوا زلف میں تیری کا فر

مرغ دل بازی لگی طائر پر دار سے آج
ربط مومن کو ہوا رشتۂ زنار سے آج

دیوان ضامن

| | |
|---|---|
| رنج لاکھون ہوئی گو تجھے کرورون صدمے | یا خدا ہو نہ مگر اُس صنم عیار کو رنج |
| کوہکن کی جو لگا سر مین وہ ہین تیشۂ عشق | تھون عاشق سی ہوا دامن کہسار کو رنج |
| معدن رنج ہون ایسا کہ مری رنج سی ہای | دشت غربت مین بھی ہر پانون سی ہر خار کو رنج |

کیون عبث کیجیے اُس یار کا شکوہ ضامن
عشق مین ہوتا ہی ہے عاشق غم خوار کو رنج

| | |
|---|---|
| جو گنج ہاتھ نہ آئے تو کچھ نہ لائے رنج | سو گنج رنج کا ہی گنج صد بلائے رنج |
| دولت کے گنج کو دیکھو تو رنج ہوتا ہے | قسم خدا کی ہی کیا کیا نہ یہ دکھائے رنج |
| خوشی کی باتین کرو اور خوش ہو سیر رنج | عزیز جانو اُسی دل سے جو اُٹھائے رنج |
| یہ رنج شغل قضا ہے کہ مار ڈالے ہی | زمین کے نیچے شجاعونکو یہ تو لائے رنج |
| ترنج اسلیے ہی ترش ہین بھی ہی رنج | برنج خور بھی ہوتی ہین مبتلائے رنج |
| ذرہ سی بات مین رنجیدہ جو کہ ہو جاوے | تم اُس سی بھاگو کرد وہ بھی ہی اک بنا رنج |

مٹاوے دفتر دل سے تو رنج کو ضامن
بہت سے دنیا مین تو تو نے اُٹھائے رنج

## ردیف حای حطی

دفترِ وحدت ہے ضامن صفحۂ خاطر ترا
لوحِ دل سے ہوگیا حرفِ دوئی کا انتساخ

## ردیف دال مہملہ

کیا کیا نہین محبیہ کرتے بیداد — اللہ سے ہی بتون کی فریاد
قد کو ترے قامتِ قیامت — شمشاد کہون کہ سروِ آزاد
ہے سامنے تیرے دست بستہ — خوبان کا مگر تو ہی ہے استاد
آنکھون مین ہی نور تیرے دم سے — ہے خانۂ دل تجھی سے آباد
تو غمزہ نواز فتنہ زا ہے — ہے ناز و ادا کی تو ہی بنیاد
یہ چرخِ کہن ہے پیر دیرین — صدہا ایسے داؤن گھات ہین یاد
اے ظلم شعار آفتِ جان — اِس فن مین ترا ہی کون استاد
شیرین تری غم مین کھائے تیشہ — ادنی ترا کوہ کن ہے فرہاد
وہ بخت ہی سنگدل ترا دل — ہے سامنے جسکے موم فولاد
او چرخِ بخیل مردم آزار — کیا کیا تجھے داؤن گھات ہین یاد
کیا حور و قصور کس کی جنت — تم بن مرا دل کبھی نہ ہو شاد

عجب محبوب ذات بارگاہی
مقدس مرآت نور الٰہی
محمد ہے محمد ہے محمد
وہ موصوف صفات حق ہے محمد
بسیط نور کل افلاک ہے وہ
شرف صاحب لولاک ہے وہ
محمد ہے محمد ہے محمد
ازل سے تا ابد ہے آل محمد

وہ جانان حضرت جان محمد
محمد ہے محمد ہے محمد
بروز حشر لرزان ہے سبھی مین ہون
بجھاوے تیرگی ہر تشنہ دہ ہون
بتاتا ہے شفاعت ہو ہو ہو
محمد ہے محمد ہے محمد

نہ باقی چھوڑ کوئی صید کا نشان صیاد
ہر ایک مرغ یہ کہتا ہے الامان صیاد

یہ مرغ دل نہین آنیکا دام مین تیرے
ہے لامکان نہ سدا اُسکا آشیان صیاد

نہ توڑ ذبح سے پہلے تو بال و پر میرے
نہ کر یہ جور و ستم ہمیں بے بیان صیاد

نہین ہے چیچ مین بلبل کے شاخ سنبل کی
ہے اُسکے دل سے اُٹھا آہ کا دھوان صیاد

پھڑک کر توڑ لیے مرغ دل نے بال و پر
نہ ایکدم بھی ہوا اُسکا پاسبان صیاد

نکل چکا ہے لہو پھیرتے گلے پہ چھُری
ہوا ہے رنگ مرا رنگ زعفران صیاد

نگاہ تیر نے بس کر دیا ہے کام تمام
اُٹھا نہ ہاتھ مین اپنے تو یہ کمان صیاد

شب وصال مین مرغ سحر کا کھٹکا ہے
الٰہی کاٹ لے اُسکی کوئی زبان صیاد

ہمارا طائر دل کرکے دام زلف مین قید
لیے پھریگا ہمیشہ کہان کہان صیاد

قفس مین بند نہ کر ذبح کر مری قاتل
چھُڑا دے قید ہستی کی مہربان صیاد

وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن
ہمیشہ گھات مین رہتا ہے آسمان صیاد

احد سے کون بن آیا ہے احمد
محمد ہے محمد ہے محمد

بشکل بشر ہے آن نور سرمد
محمد ہے محمد ہے محمد

تحیات و درود و رحمت حق
سلام اللہ بر روح محمد

دیوان ضامن

کس [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] محمد [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
ہمدون [illegible] ہے [illegible]
محمد ہے محمد ہے [illegible]
وہ ملک و دو جہان ہے سب بیان
[illegible] ہے [illegible] محمد
وہ بیا [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے محمد ہے محمد
[illegible] کی [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] جلوہ ہے [illegible]
[illegible] کا [illegible]
محمد ہے محمد ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

به بوس اِ ومعز سنگِ اسود
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

ہزاروں معجزے نادر دکھائے
محمدؐ نے بہت مُردے جلائے

یہ کینے کر دیے ہیں دین اب رد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

وہی ہے مالکِ مُلکِ الٰہی
حقیقت میں وہی ہے قبلہ گاہی

شفیعِ اُمتِ عاصی کہ آمد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کشیدہ بر رُخِ مصحف چو گیسو
دلِ عشاق را بستہ بہر سو

کدام آنکس کہ دارد مدّ و این شد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کہا جبریل کو مسجد میں اک دن
پس پردہ وہاں ہے کون ساکن

وہاں ہو دی احد اور یاں ہے احمدؐ
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کہا جبریل نے آکر کہ اے دا
مجھے کیوں بیچ میں تم نے پھرایا

سوائے ذاتِ اقدس آنکہ باشد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کھلا جب عائشہؓ پہ سترِ مکنون
رسول اللہ تمکو میں کہوں کیوں

خدا تمکو کہوں گی یا محمدؐ
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کہا حضرتؐ نے خوش ہو عائشہؓ سے
ترا ایمان کامل ہو گیا ہے

عزیز و اِسکو تم جا تو مؤکد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

فضیلت عرش پر ہے کیسی ہے وہ جب
وہ ہیں نزدیک اوج فردوس معلّی
سو ہو دو کون ہے یہ اہل عرفان
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ
ہے سر ہر دو جہاں سب انبیا جب
وہ ان زبان منظر اولیا ہیں
ہاں ہے دین سیف و ایمان اپنا
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ
یہیں کوئی ہوا انبیا ہیں ارا
نہ نص ہو آگر روح ایمان
ہو اللہ ہے محمدؐ
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ
دو عالم جان من
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ
کہ شمع بزم دو عالم ہو عین
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ
شریعت ہم طریقت ہم حقیقت
حصول معرفت ہے یہ ولایت
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ
اگر طالب ہو تم قرب الٰہی
سعادت ہے جنت میں تمکو بادشاہی
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

ردیف راء مہملہ

کہ جسنے ذاتِ احمد کو نہ جانا
نہیں دارین مین اُسکا ٹھکانا

بستا مومن کے دل مین یا محمدؐ
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

تمھارے عشق سے سرِ الٰہی
ہویدا الجھیہ ہوجای کما ہی

اگر ضامن ہو تم یا جدِّ امجد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

## ردیف ذال معجمہ

لکھو نمین اپنا جگرسوز لائیے کاغذ
عزیزو کوئی سُنہرا منگائیے کاغذ

ہر ایک حرف ہے مرے خط کا دامِ الفت ہی
جُدا جُدا اُسے قاصد سُنائیے کاغذ

جو تیری خط کو سُنانے سے نامہ بر ہو ہیچ
کسی جلے کو بُلا کر پڑھائیے کاغذ

غمِ فراق کو یارو جو اپنی کیجے رقم
ہزاروں دفترِ غم کے بنائیے کاغذ

گنہ کی سیاہی سے اعمال نامہ میرے ہین سیاہ
تو اپنے فضل سے یارب چھپائیے کاغذ

ہوا ہے خط مری اشکو نسے تر بوقتِ رقم
دلا یہ دفترِ غم ہے بہائیے کاغذ

لکھا کے نقش کوئی بیس کا مشک و گلاب
صنم کو شیر و عسل مین پلائیے کاغذ

لکھے وہ کونسے خط ہین شکایت کے
ابھی منگا کے ہین وہ دکھائیے کاغذ

کسیکے ہاتھ نہ آجائے رازِ دل ضامن
حریف بد کی نظر سے بچائیے کاغذ

کیجے نہ ذرا شکوۂ خنجر تہِ خنجر
تسلیم و رضا چاہیے خنجر تہِ خنجر

طاقت نہیں بازو میں ہے یا کند ہوئی دھار
یا حلق مرا ہو گیا پتھر تہِ خنجر

خون ہو کے مرا دل صفتِ مرغ نہیں ہے ٹھہرا
اس دل کا ہوا ہے یہی بستر تہِ خنجر

ہر زخم یہ کہتا ہوں کہ رحمت ہے خدا کی
ہمسا ہے یہاں کون دلاور تہِ خنجر

کیا لطف و مزہ پاتے ہیں عاشق ترے قاتل
گردن جو کٹا لیتے ہیں اکثر تہِ خنجر

بسمل کو تڑپنے نہیں دیتا ہے وہ قاتل
کیا کیا نہیں کرتا ہے ستمگر تہِ خنجر

ڈرتا ہوں نکل کرے نہ بے جا یہ آہٹ
ہے آتشِ الفت مرے اندر تہِ خنجر

فرقت کی مصیبت سے چھڑایا مجھے قاتل
ہو جائے ادا شکر یہ بہتر تہِ خنجر

تڑپے ہے کوئی لوٹے ہے بیتاب کوئی ہے
جانباز ہیں اکثر ترے در پر تہِ خنجر

میں آہ نہیں کرتا ہوں کٹا لیتا ہوں سر کو
قاتل وہ مرا کون ہے ہمسر تہِ خنجر

گر قتل کی ٹھہرے تو دکھا دے رخِ زیبا
ضامن یہ بڑا ترے ہے کافر تہِ خنجر

جو نظر آتا نہیں تھا اب وہی آیا نظر
چشمِ حق بین بعد مدت تو نے حق پایا نظر

آفتابِ نورِ حق گو ہے عیاں پر ہے نہاں
اس رخِ روشن کا ہم کو آ رہا سایا نظر

غیرِ حق مت دیکھنا اے چشمِ حق بین دیکھنا
ہم نے کیا کیا کس طرح سے تم کو سمجھایا نظر

ردیف (ر) ہندی

نیمجان تڑپے ہے گشتہ ترا اور اہل ستم
دیکھ مخمور تری چشم سیہ مستان کو

وعدۂ وصل وفا کون سے دن ہوگا ہاے
کوے جانان تو ہوا ہے مجھے فردوس سے خوش

ہاتھ پاؤن مین جگر سر بھی کسیکا ہے جدا
تم بھی اب کھاؤ ہوا جاؤ بیابان اڑ جاؤ

ہاتھ سے اپنے نہ قاتل ابھی تلوار کو چھوڑ
محتسب تیری گلی مین گرے دستار کو چھوڑ

عمر گذری ہے مری اب تو اس ناز نگار کو چھوڑ
اب کہین جاؤن ہو نہین کوچۂ دلدار کو چھوڑ

نیمجان کرکے وہ قاتل گیا دو چار کو چھوڑ
گل گیا باغ سے اے بلبلو اب خار کو چھوڑ

تیری الفت مین تو ضامن کو جہان نے چھوڑا
تو نہ او اہل وفا اپنے وفادار کو چھوڑ

## ردیف زاء معجمہ

دخل ہووے نہ رقیبونکا جہان پہ ہرگز
گل شگفتہ ہوئی شان کی سب ہے یہی شان

مثل بوے گل تر یاس وہ رہتا ہے نہان
عاشق جلوۂ دیدار ہین جو خاص خدا

جو کہ ہین خاک نشین تارک دنیا ہی لعین

نام آجاے نہ غیرون کا زبان پہ ہرگز
بے نشانی کا نہ رکھ لفظ زبان پر ہرگز

وہم دوری کا نہین یار وہان پر ہرگز
دل لگاتے نہین وہ حور جنان پر ہرگز

پاؤن رکھتے ہی نہین تخت شہان پر ہرگز

دیوان ضامن

پرہیزگار آپ ہین معلوم ہے ہمین
اے شیوۂ فریب دم باز رکھ پرہیز

بے جرم قتل کر نہ کسیکو خدا سے ڈر
جور و ستم سے او بتِ طنّاز رکھ پرہیز

مُردے جلائے آپ نے اے عیسیٰ زبان
کشتے سے تو نہ صاحبِ اعجاز رکھ پرہیز

وعدہ کیا وفا نہ کیا شب گذر گئی
دم دیجیے ہمکو او بتِ دمساز رکھ پرہیز

وہ بیوفا کسی کا ہوا آشنا نہین
اُس بیوفا سے اے دلِ ناساز رکھ پرہیز

اے اشکِ سُرخ راز نہ ضامن کا فاش کر
اب بہلا تو گریۂ اعجاز رکھ پرہیز

## ردیف سین مہملہ

نہ جا تو یار کسی اور بوالہوس کے پاس
برنگِ بلبل و گل بیٹھ خوش نفس کے پاس

مثالِ بوے گلِ تر کہان گیا نہ ملا
ہماری پہلو سے دل جنبد ورس کے پاس

ہماری قُرب سے پرہیز گلبدن کیون ہے
کہ گل بھی رہتا ہے گلفام خار و خس کے پاس

لبون پہ آہ و فغان بلبلین بس ہے نالۂ شوق
جرس بھی ہے دمادم یہ اک جرس کے پاس

نہ ملِ تو غیر سے اے یار ہمسے باہم مل
کسی نے دیکھا نہ پروانہ خوش مگس کے پاس

برنگِ بلبلِ شیدا فدا ہون اسیر مین
اگر وہ گل رُخِ زیبا جو بیٹھے منس کے پاس

ضامن اسکا بیٹا کہین نہ ملا
ہمنے ڈھونڈھا وہ یار سنو سنو کوس

جو صید کش کو ہوئی دام اور قفس کی ہوس
تو مرغ دلکو مری ہی تمھاری بس کی ہوس

کسیکو ناقۂ لیلی کے ہی جرس کی ہوس
ہمین ہے یار کی انداز خوش نفس کی ہوس

مثال عاشق پروانہ شمع رو پر جل
نہ بیجا صفت طیر رکھ مگس کی ہوس

ہمین ہی پاک تعشق جمال یار کا شوق
نجس کو ہوتی ہی ولدار سنجس کی ہوس

جو عشق باز ہی صادق تو جان دے پہلے
مقام عشق مین باطل ہی بوالہوس کی ہوس

مری لی تو یہ کہتے تھے ما عرفناک
نہ ہو رہی کچھی کسیکی بھی دسترس کی ہوس

تمھارے عاشق صادق کو وہ جنون ہوا
ہوئی ہی جنگی کی اب سکو خار و خس کی ہوس

ہوا ہے تخت سلیمان خاک کا میرے
نہ ہمکو فیل کی خواہش نہ کچھ فرس کی ہوس

وہ شاہ حسن دکھاتا نہین جمال کبھو
جو شوق لاکھ برس کا ہو سنو برس کی ہوس

کلس ہے گنبد گردون پہ مہر و ماہ کا کیون
تمھارے چلتہ زیبا کے ہی کلس کی ہوس

کہان ہی تخت سلیمان سکندر و دارا
مقام فانی ہی دنیا مگر عبث کی ہوس

ہمین تو ایک فقط آپکی ہی یار غرض
نہ شہ ہزاری سلطنت پانچ دس کی ہوس

تمھارے قدمونپہ ضامن کی جان نکلی ہے
ہی پائے یار کی آنکھون سے ہمکو مس کی ہوس

ردیف صاد مہملہ

| | |
|---|---|
| جب دنیا ہی عبث کب تک گنے گا پانچ دس | کیا پانچ دس کیا پانچ دس اللہ بس باقی ہوس |
| کل شئی ہالک فانی ہی سب مور و مگس | مور و مگس مور و مگس اللہ بس باقی ہوس |
| ای طائر جان در قفس فریاد مت کر صبر کر | ای در قفس ای در قفس اللہ بس باقی ہوس |
| مجنون بن میں پھر رہا تم چھوڑ دو دامن مرا | ای خار و خس ای خار و خس اللہ بس باقی ہوس |
| ای مونس غم ہمنفس تو بھی گریزان ہو چلا | ای ہمنفس ای ہمنفس اللہ بس باقی ہوس |
| فریاد ہی تمسے مری ای دادرس صابر علی | ای دادرس ای دادرس اللہ بس باقی ہوس |
| بس کام یہ ہی آئیگا کر یاد حق اے ہمنفس | ای ہمنفس ای ہمنفس اللہ بس باقی ہوس |

ضامن علی ہین دادرس مخدوم ہین فریادرس
فریادرس فریادرس اللہ بس باقی ہوس

## ردیف شین معجمہ

| | |
|---|---|
| آتے ہین تیری عاشق شیدا کو غش پہ غش | مجنون کیطرح کشتۂ لیلی کو غش پہ غش |
| مت کھول فصد خون کی غش مین آئینگے | مجھ ناتوان و والہ و شیدا کو غش پہ غش |
| کچھ بھی خبر ہے آج ستمگر کہ کیا ہوا | تیری گلی مین عاشق شیدا کو غش پہ غش |
| اس بے خبر حبیب نے سکتہ بتا دیا | فرقت مین آئے حیرت افزا کو غش پہ غش |

| | |
|---|---|
| آسمانِ دلبری کا تو ہی خورشید کمال | ہو نہین سکتی کبھی تیری برابر خاص خاص |

زندگیِ دنیوی ضامن مثالِ برق ہے
جادۂ فانی پہ رکھین اپنا بستر خاص خاص

## ردیف ضاد منقوطہ

| | |
|---|---|
| ہمکو نہین ہر کچھ بتِ عیار سے غرض | رکھتے ہین ہم تو مالکِ مختار سے غرض |
| ہمکو غرض فقط ہی تو اک یار سی غرض | کچھ ایک سی غرض ہی نہ دو چار سی غرض |
| تارِ نفس کا تار بندھا یار تیری ساتھ | سبحہ سے ہمکو کام نہ زنار سے غرض |
| ٹانکے لگا نہ زخم پہ مرہم لگائیے | بسمل کو یار کے نہین طومار سے غرض |
| بڑھ جای مرضِ عشق دوا ایسی دے طبیب | رکھتا ہی یار بھی دلِ بیمار سے غرض |

آبِ بقا سے کام نہ عیسیٰ و خضر سے
ضامن کو یار ہی ترے دیدار سے غرض

## ردیف طای مہملہ

| | |
|---|---|
| جسکو سمجھے تھے صحیح ہم اسکو پایا اب غلط | جز تجلّی یار کے دیکھا نظر آیا غلط |

## ردیف ظای منقوطہ

دیوان ضامن

تمہاری کاکل مشکین کو دیکھکے زاہد — رہے نہ قید سے کوئی بھی پارسا محفوظ

بتون کا عشق ہے ضامن یہ ناگہانی بلا
کہ اُنکے جور سے ہمکو رکھے خدا محفوظ

## ردیف عین مہملہ

اہلِ رضا کو یار سے تکرار ہے منع — بسمل کو زیر تیغ کے گفتار ہے منع

زخمی تیغ عشق کو تسلیم چاہیے — اس مرض کی دوا دلِ بیمار ہے منع

[illegible]تا ہو جو کہ آپ ہی فرقت مین یار کی — گردن پہ اسکی کھینچی تلوار ہے منع

…و ریجان کا عیش لذائذ نفوس ہے — جز یار کے یہ طالبِ دیدار ہے منع

جسکو کہ ہو نہ شوق لقائے جمالِ دوست — تسبیح کیا ہے رشتۂ زنار ہے منع

رازِ درون پردۂ سودای زلفِ یار — پردے کی بات بر سرِ بازار ہے منع

اسطرح دیکھیو ن اسے جس جا ہو گذر — غرفہ بھی منع روزنِ دیوار ہے منع

نامہ مین کیا لکھون کہون اس سے حال کیا — وان گفتگو تو قاصدِ طرار ہے منع

عالم کو تمنے قتل کیا تیغ ناز سے — پر قتل مجھ غریب کا خونخوار ہے منع

حاصل جواب ہو نہ کسی بات کا وہان — اقرار بھی منع ہے تو انکار ہے منع

ردیف عین معجمہ

روا نہین کسی مذہب مین ناحق تلفی
پسند خاطر ابرو ہی عدل و انصاف
ستم سرا مجھے قاصد کا ہو قصور معاف
فروغ حسن ہی یہ فصل بہار گلشن مین
اُسی کو خانہ کعبہ کہین ہین اے ضامن
جو دل ہی پاک کدورت سے مثلِ آئینہ صاف

روشن چراغ قبر مین سینے یہ ہین مرے
ضامن فراقِ یار مین تمنے جو کھائے داغ

ملتا نہین ہی یار نہ کچھ یار کا سراغ
ڈھونڈھا جہان مین پایا نہ دلدار کا سراغ

اک تھا رفیق پہلو مین وہ بھی گیا ہی چھوڑ
ہمکو ملا نہ کچھ دلِ بیمار کا سراغ

کچھ کام ایسا کیجیے جس سے کہ وہ ملے
ہم کو بتا دو دوستو اُس یار کا سراغ

مشکل تو یہ ہی جبکہ وہ ملتا ہی نازنین
ملتا نہین ہی طالب دیدار کا سراغ

گم گشتگان وادی حیرت کو ڈھونڈھنا
ہاتھ آئیگا نہ صاحبِ اسرار کا سراغ

ڈھونڈھا اُسی کو ہمکو جب ہمنے پا لیا
ہاتھ آ گیا ہمین تو یہ بیکار کا سراغ

دل مین مقام یار ہے جون بوی مشکِ گل
ضامن ملا ہے ہمکو یہ اب یار کا سراغ

## ردیف قاف

## ردیف فا

خدا نے بخشے ہین وہ ذات مین تری اوصاف
نظیر تیرا نہین ہی زمین سے تا قاف

یہ ہمنے مانا کہ یوسف بھی خوبصورت ہے
مگر زلیخا اُسے دیکھکر کرے انصاف

وہ شمعِ طور کے جلنے کو کرتا ہی ظاہر
پڑا ہی جعد مین اُسکے وہ نقرئی موباف

مین ڈھونڈھتا پھرا ہون کہان جاؤن
کدھر ڈھونڈھون

ذرا جلوہ ہی گلشن مین کہان جاؤن
کدھر ڈھونڈھون

پھرا ہون کو وہ اور مین آگ کی تپش
تن مین

مین بس مین اپنا ڈھونڈھتا کہان جاؤن
کدھر ڈھونڈھون

بیماری کی عمر ساری فراق یار مین
گذری

| | |
|---|---|
| ہی وہ پہودا حُسن کے گلشن کا سری پانون تک | چشم نرگس یا نرگس ناز کی ایڑیان |
| اپنی آنکھون پر رکھون اور سر پہ یون اپنی اٹھا | غنچۂ گل سی ہین نازک سیمبر کی ایڑیان |
| جل کہا نسے اپڑکر بولا کہ کیا مُنہ ہے ترا | چُوم لی تو جیسے یہ شکبہ قمر کی ایڑیان |

قرۃ العینین حاصل جب ہوا ی ضامن علی
اپنی آنکھون پر رکھون خیر البشرؐ کی ایڑیان

| | |
|---|---|
| گذری ہین ہنسا بہس مجھی بن یار رات دن | تڑپے ہی کو تُڑی ہی یہ دل زار رات دن |
| ممکن نہین کہ جور سے تیری کوئی بچے | قاتل علم ہی آپ کی تلوار رات دن |
| عالم شباب کا مرا سارا گذر گیا | امید وصل مین تہی جو عیار رات دن |
| مجنون کو خلق نی تو اب ایسا بھلا دیا | میری ہی ہر گلی مین ہی تکرار رات دن |
| رُخ مطلع السحر ہی شب تار زلف ہے | گویا ہم ہین یار یہ فوار رات دن |
| دیکھا جو دلربا نے مجھے آپ مبتلا | سنگین دلی سی کرتا ہی سنگسار رات دن |
| ہر دو جہان سی رشتۂ اُلفت کو توڑ کر | زلفون کا ہو گیا ہون گرفتار رات دن |
| دار الشفای یار مین جا کر کوئی کہے | آہ و فغان مین ہی ترا بیمار رات دن |

گو عام و خاص طالب جور و قصور ہین
ضامن حضور کا ہی طلبگار رات دن

لطف زندگی ملتا ہون کہان جاؤن
کدھر ڈھونڈھون

تیرا ساتھ نہین ملتا تمام عالم مین
کدھر ڈھونڈھتا

دیوان ضامن

ہمدرد کوئی گردون کہان جاؤن
کدم ڈھونڈھون

مثال طائر عنقا نظر آتا نہین
پیارا

چھپا پردی مین ایسا کیون کہان جاؤن
کدم ڈھونڈھون

نہین پاؤن اگر اسکو تو سے آؤن مین
گھر سے

کبھی ایسا بگانے دون کہان جاؤن
کدم ڈھونڈھون

مین خاک کوی جانان کر کیا گلزار
رشک گلستان

ادا قربان کیون وہ زلفون کہان جاؤن
کدم ڈھونڈھون

ہایشتہ

ہمیشہ بحرِ وحدت مین رہا غواص معنے کا
نہ ہاتھ آیا دُرِ مکنون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

مے وحدت کا پیاسا ہون کہان ہے ساقی مشفق
پلادے بادۂ گلگون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

عجب رنگت ہے رنگا رنگ عجب جلوہ ہے گوناگون
کہان ہے تو خدا بیچون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

وصالِ یار کی خاطر کیا کیا کیا نہ کچھ ہم نے
ہزارون پڑھ لیے افسون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

وہ سروِ گلشنِ خوبی پسِ پردہ کہان ہوگا
کدھر دیکھون قدِ موزون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

مرا خط نامہ بر لیجا وہی کہنا جو کچھ دیکھا
یہی خط مین لکھا مضمون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

اگر عاشق ہے تو صادق اُسی دُھن مین لگا رہنا
ہوا جس گل پہ تو مفتون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

نہین کوئی رفیق اپنا نہ کوئی چارہ گر اس جا
مین کس سے رازِ دل کہدون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

کرون منت بڑون چھوٹون پڑون ... کہین ...
یار ملجائے ... کدھر ڈھونڈھون

دل و جان دین و ایمان ... کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

فراقِ یار مین ضامن عجب حالت ہے اس دل کی
برنگِ لالہ پر خون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

طوطی نغمہ سرا شیرین دہن گلشن مین
بلبل باغ ارم ہم وطن گلشن مین

رشکِ یاقوت یمن ... گلشن مین
آب حیوان ... گلشن مین

## دیوان ضامن

[illegible]

ہمنے بحرِ عشق مین ہر چند مارے ہاتھ پاؤن
کب ہوئے موج سلاسل سے کنارے ہاتھ پاؤن

قید مین مجنون نے تیرے خوب مارے ہاتھ پاؤن
چھٹ نہین سکتے سلاسل سے بچارے ہاتھ پاؤن

کھینچ کب سکتا ہے مانی تیرے دست و پا کی شکل
صانعِ قدرت نے تیرے یہ سنوارے ہاتھ پاؤن

ذبح کرکے مجکو قاتل نے کہا خوش ہوکے یون
اب تو ٹھنڈے ہوگئے بسمل کے سارے ہاتھ پاؤن

میرے دست و پا کی بندش دیکھ مجنون رو دیا
قید مین کب تھے بندھے ایسے ہمارے ہاتھ پاؤن

تیز دستی کر چکا قاتل کہا مین تھک گیا
یہ تڑپتا ہے پڑا اُسکے نہ ہارے ہاتھ پاؤن

پنجۂ خورشید سے رفتار جون کبکِ دری
تیرے دست و پا پہ ہراک کیون نہ مارے ہاتھ پاؤن

ہے دلیلِ خونِ عاشق منتق رنگِ حنا

جب سے دیکھی ہین تمھاری وہ خماری آنکھین

ردیف واو

دیوان ضامن

تمام عمر چلا طے ہوئی نہ راہ فراق
اگر ہے شوق شہادت تو سر بکف جانا
جو ملک عشق مین پہونچا تو آہ و نالہ سُنا

مقام یار کا ابتک بعید ہے ضامن
صنم کے کوچے مین قطع و برید ہے ضامن
ہر ایک جا یہی گفت و شنید ہے ضامن

خدا کے واسطے مجکو نہ بھولنا صابر
غلام آپ کا بے زر خرید ہے ضامن

ترے عاشق کو صبر ایجان اگر ہووے تو مین جانون
ترے مجنون دوانے سے جنگل مین چھانی خاک
تو اپنی کھولدے کاکل رخ تابان پہ پیارے
جلا دی آتش الفت لگا دی آگ تو نے ہی
تری تیغ تغافل سے یہ بسمل ہے و قاتل
کلیجا کھا لیا غم نے ترے عاشق کا ایجانی

مثال برق یان تیرا گذر ہووے تو مین جانون
بسا بستی مین عاشق کا جو گھر ہووے تو مین جانون
گھٹا کالی ہے یا تابان بدر ہووے تو مین جانون
بہ رنگ شمع سرتاپا شرر ہووے تو مین جانون
ادھر ہووے تو مین جانون ادھر ہووے تو مین جانون
ذرا تو دیکھ لے آکر جگر ہووے تو مین جانون

ترے احوال خستہ پر اگرچہ روتے ہین دشمن
پر اُسکے دل پہ اے ضامن اثر ہووے تو مین جانون

ناوک انداز ہین اے یار تمھاری آنکھین
سرمگین آنکھ بلا خیز غزالان ختن
تیر و تلوار لگاتی ہین تمھاری آنکھین
لیگئے چھین کے جان جب یہ سنواری آنکھین

استخوان پھرتی ہین ٹھکرائی ہوئی کیا دل کے
اب سگ کوچۂ جانان نے گرایا ہمکو

کیا خبر تھی غم فرقت کی عدم مین ہمکو
عشق تو ہی تو یہان کھینچکے لایا ہمکو

چھوڑ پوست مجھے اے شیر شتر عشق صنم
غم فرقت نے سراسر ہی کہ کھایا ہمکو

جز خداوند نہ تھا غیر کا کچھ نام و نشان
ہستی وہمی نے ناچار بھلایا ہمکو

ہے تمنا دلِ ضامن کی پس از مرگ یہی
وصل حسنین میسر ہو خدایا ہمکو

کوئی صورت نہین ہے آیار جو پاؤن تجھکو
حالت زار ستمگار دکھاؤن تجھکو

اپنی بیگانے سبھی ہمسے کنارہ کش ہین
کسکو بھیجون نہین تیرے [illegible] پاؤن تجھکو

چاک وحشت نے کیا جیب صبا کا دامن
سوزن غم سے گریبان سلاؤن تجھکو

تجھسے ملجائے جو وہ اختر برج خوبی
طالع خفتہ شب وصل جگاؤن تجھکو

سر کو زانو پہ مرے سوئیے ہو رکھکر جانان
صبح تک مین نہ پیر ناز اٹھاؤن تجھکو

اس مسیحا نے کبھی یہ نہ کہا صد افسوس
عاشق کشتۂ جانباز جلاؤن تجھکو

ہاتھ جوڑون ترے پاؤن پہ پڑون سر رکھکر
حسب مقدور دل آزردہ مناؤن تجھکو

چشم اغیار نہ دیکھے تجھے اے کان حیا
چشم دل مین گر دار چھپاؤن تجھکو

اسکی مخمور نگاہون سے اشارہ یہ ہے
آنکھ لگتے ہی تہ خاک سلاؤن تجھکو

آپ گم جائے صنم مین اور انا لیلیٰ کہا | مذہب عشاق مین ہان یہ شریعت ہو تو ہو

میری وحشت نے کیا آباد کوہ و دشت کو
بعد مجنون کے تجھے ضامن خلافت ہو تو ہو

مجھکو دیکھو تو مین کیا ہون تنناہا یاہو | مطلع نور خدا ہون تنناہا یاہو
درد مین ور تن مین ہر درد کی دوا کو ڈھونڈ | درد کی اپنے دوا ہون تنناہا یاہو
تھا رکا کل کی عدم مین تو نہ تھی اب لیکن | بستۂ زلف دوتا ہون تنناہا یاہو
مجھکو عاشق کہو معشوق کہو عشق کہو | جا بجا جلوہ نما ہون تنناہا یاہو
مین ہی مسجود ملائک ہون بشکل آدم | مظہر خاص خدا ہون تنناہا یاہو
بال و پر توڑ دیے عشق کے صیاد نے ہے | باغ قدسی کا ہما ہون تنناہا یاہو
لامکان اپنا مکان ہے سو تماشے کے لیے | مین تو پردے مین چھپا ہون تنناہا یاہو
ہو ہی اور ہا ہی انا الحق ہی یہ منزل اپنی | شمس عرفان کی ضیا ہون تنناہا یاہو
کسکو ڈھونڈھون کسی پاؤن نہین تباہ و صنا | آپ مین آپ چھپا ہون تنناہا یاہو
شیشۂ تن مین مقید ہون پری کی مانند | نور احمد سے بنا ہون تنناہا یاہو

مجکو تم غیر نہ سمجھو ہے مرا نام کفیل
مین کہان اس سے جدا ہون تنناہا یاہو

دیوان ضامن

حیات بخشند ہلاک ساز دُسلایا پھر بھی جگا کے ہمکو

تو باغبان اِس جہان گلشن عجب یہ رنگت کے گُل بنائے

مرا چو شبنم نمود گریان مثال گُل کے ہنسا کے ہمکو

زہے ستمگر عجیب گل رو پری کے مانند شعلہ رو

گیا وہ محفل مین چھوڑ تنہا مثال شمع جلا کے ہمکو

مجا صراحی کُدام میکش ہوئی ہے وحشت یہ محتسب کو

ہم آپ بیٹھے ہین غم کے مارے نہ چھیڑو بندہ خدا کی ہمکو

غریب مسکین فقیر ضامن لگا ہون دامن تمہارہ یہ صاحب

کہ رشکِ جنت حرم کو مت اُٹھا نہ یان سے بٹھا کے ہمکو

کسطرح ڈھونڈھیے اُسے جسکا پتا نہو

مسکن ہر ایک جا کا جبتک سُنا نہو

جب تک خیالِ غیر سے سینہ صفا نہو

اُس بتکدہ مین نور جمالِ خدا نہو

شمع کیطرح جل کے نزار ازوا نہو

خاموش جل بجھی کہ دھوان اک ذرا نہو

ہمسے خفا تو او بت نامِ خدا نہو

بے جرم قتل یار کیسکا روا نہو

سرسبز ہو کہان ثمر و شاخ برگِ گُل

دانے کیطرح خاک مین جب تک ملا نہو

جل جلکے خاک بھی ہوا اور نہ کچھ بجھا

جیسا کہ مین جلا کوئی ایسا جلا نہو

| انت الہادی انت الحق لیس الہادی الاہو | | میں ہوں عاشق کبک صفت تو ہے جانی ای مہرو |
|---|---|---|

ضامن علی تو ہوگے فنا ذکر کیا کر اللہ ہو
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الاہو

## ردیف ہاے ہوز

مری جان و دل نے یہی لی ہے وبارک وسلم وصل علیہ
خدا خود محبت سے فرماے ہے وبارک وسلم وصل علیہ

محمد کو معراج میں با خدا دوئی کا نشان بے نشان ہوگیا
کمالات ربی ہوے دم میں طے وبارک وسلم وصل علیہ

خدا و محمد یہ ہیں ایک دو ہوئی اُن پہ وحدت ختم منکرو
خدا خود یکے ہم محمد یکے وبارک وسلم وصل علیہ

وہ احمد بلا میم ہے وہ احد وہ عربی طلا عین ہیں عین رب
جو کل شے ہے لا شے وہی کل ہے شے وبارک وسلم وصل علیہ

اگر وصف احمد دو عالم لکھیں شکستہ قلم سان وہ عاجز رہیں
وہ حسرت سی نالاں ہوں جوں بانگ نے وبارک وسلم وصل علیہ

عشق مین تیرے مرگیا ضامن
تجھکو ڈھونڈھون کہان مرے اللہ

منظہر اسرار یہ دل ہے منور آئینہ
جب ہوا منھ کے مقابل تیرے دلبر آئینہ

آئینۂ اسکندری سی ہی یہ بہتر آئینہ
ہوگیا حیرت زدہ سا دیکھ ششدر آئینہ

زنگ عصیان سی جو ہو دل کا مکدر آئینہ
سنگدل تھبر ٹپن آسیر ہی تبھر آئینہ

تجھکا آئینہ بھی تیری دید کا مشتاق ہی
اسلیے پھرتا ہی گردون لیکی گھر گھر آئینہ

آئینہ بندی نکیونکر مین کرون اے نازنین
ہی تری تصویر میرے دل کے اندر آئینہ

روی عکس یار سی جب آئینہ سیراب ہو
کیون نہ دل ہو جامِ میر آب کوثر آئینہ

آئینہ کیا چاہیے روی مصفا کو ترے
جب دکھائی تجھکو دلبر چرخ اخضر آئینہ

تجھکو دکھلاکر ترا حسنِ ازل ای نازنین
ہوگیا دشمن مرا اور تیرا رہبر آئینہ

جب خودی خود گم گئی ضامن خدا ظاہر ہوا
ہوگیا روئے نما دیوار ہر در آئینہ

غیر حق تو نہو مشغول دلا اور کے ساتھ
کفر ہی اسکو سمجھ دل سی ذرا غور کے ساتھ

آب و برف حقیقت مین ہین یہ دونون ایک
غیر ہر شی کو سمجھتا ہی اسی طور کے ساتھ

موج و دریا و تقاطر و حباب و ماہی
بر رخ بحر ہین دائر صفت دور کے ساتھ

تمھاری ذات اقدس کا سہارا یا رسول اللہ

اندھیری گور مین روشن تمھارے نور انور کا

ہمارے سامنے چمکے ستارا یا رسول اللہ

تمھاری وصف مین قرآن اتارا یا رسول اللہ

تمھاری ہجر مین ضامن ہے حسرت زدہ مجنون

بچے کیونکر دل سے اب تمہارا یا رسول اللہ

| | |
|---|---|
| دو چند ہوا حسن رخ یار کا تل سے | جون صفر سی اعداد ہون فی الفور زیادہ |

گھبرا کے جو صحرا کو نکل جاتے ہو ضامن
ہو جاتی ہے وحشت بھی اسی طور زیادہ

| | |
|---|---|
| دکھائی یار نے مہندی سی جب نگار کے ہاتھ | تو مانی مر گیا حسرت سے سر پہ مار کے ہاتھ |
| پڑھے جو فاتحہ تو قبر پہ مسیحا دم | تو گور سی ترا کشتہ اٹھے لپسار کے ہاتھ |
| ہے بعد مرگ مری خاک مین جنون کا اثر | بنائے قیس جو آجائے وہ کمھار کے ہاتھ |
| ہماری بیامن بھی آب تیغ سی اسکی | بھان زخم سی جو ہونگا اپنے یار کے ہاتھ |
| مریض عشق سی کہتے ہو پڑھے نماز فنا | لگا کی کرے تیمم مری غبار کے ہاتھ |
| وہ آئین غسل کے خاطر تو خوب سہلاون | غریق بحر محبت ہین بیقرار کے ہاتھ |
| پہونچ گیا ہون گلی مین صنم کی ہو کی غبار | غرض پہونچی قدم تک تو خاکسار کے ہاتھ |

عزیز کیا کرے ضامن بہار دنیا کو
نہون گلے مین جو اس یار غمگسار کے ہاتھ

| | |
|---|---|
| نہ کیونکر نام لون ہر دم تمھارا یا رسول اللہ | خدا نے شوق سی تمکو پکارا یا رسول اللہ |
| خدا کی خوف سی اسدن نبی بیتاب ہونگے | نہین ہوگا وہان تم بن سہارا یا رسول اللہ |
| خدا پوچھیگا جب اسدن تم اپنی امتی لاؤ | ہماری بھی طرف کرنا اشارا یا رسول اللہ |

ردیف یای تحتانیہ

دیوان ضامن

جو بادشاہون کا وصل چاہے فقیر مسکین مجال کیا ہے

تمھارے غمزے نے سب کو مارا پڑے تڑپتے ہین لاکھون ہر سُو

کبھی نہ کُشتون کو آ کے دیکھا نہ پوچھا بسمل کا حال کیا ہے

اُٹھا نہ در سی تو اپنے ہمکو مین تیرا عاشق ہون جان سی گذرا

نہ چھوڑ جاؤنگا تیرے در کو تمھاری دل مین خیال کیا ہے

تمھارا رخسار حق نما ہی یہ آئینہ ہے جمال حق کا

کہ جسنے دیکھا ہے تمکو صاحب خدا کا ملنا محال کیا ہے

یہ میٹھی باتین ادا کی چتون رسیلی آنکھون نے ہمکو مارا

جو تیغ بُران سے ہمکو مارو تو آپ کا کچھ کمال کیا ہے

اسی توقع مین عمر گذری کہ یار ہمسے تو آ ملے گا

نہ ہمنے جانا کہ وصل کیا ہے نہ ہمنے دیکھا وصال کیا ہے

تمھارے بسمل کا رقص دیکھا فلک پہ زہرہ کا حال بگڑا

تو ہاتھ مل مل کے بولے صوفی یہ وجد کیا ہی یہ حال کیا ہے

چلا مکان سے نکل کے اپنے وہ کبک رفتار نازنینی

کسی کی طاقت زبان پہ لائے یہ کیا کیا ہی مجال کیا ہے

دیوان ضامن

رنگ لائیگا یہ اکدن آپ کا رنگِ حنا | ٹپکنا ہوئیگا ستمگر خون بہانا چھوڑ دے

زہد و تقوی جبہّ و مسواک و تسبیح یان یہ لے
ضامن اپنا طرز اب تو عاشقانہ چھوڑ دے

آگے اس دنیا مین یار و داغ حسرت لیجلے | داغ دلپر لیجلے کیا بار صحبت لیجلے
رنج و غم سوز جگر بیتابی دل لیجلے | ہم بغل مین اپنی اک شور قیامت لیجلے
سر بکف جاتے ہین کوی یار مین ہم تو مگر | سر کو اپنے دوش پر جسمین ہو طاقت لیجلے
عشق کا عاشق ہو گیا ہی حضرت انسان پر | جھینکر ملکوت سے بار امانت لیجلے
کوی جانان مین جب آئی تھی کبھی بیمار عشق | جاکے ہم دار الشفا مین رنج و زحمت لیجلے
رشکِ گلزار ارم تھا آپکی جلوے سے گھر | کلبۂ احزان سے میرے تم یہ برکت لے چلے
تم رقیبونکو جو قاتل ساتھ اپنے لیجلے | تمکو وحشت لیچلی ہم ساتھ وحشت لیجلے
اس صنم کو ساتھ اپنے اہل ہمت لیجلے | وائے قسمت ہم تو اپنے دلمین حسرت لیجلے
ہم محبت کر چلے جان پر تو آفت لیجلے | دے چلے دل تمکو ہر دم کی مصیبت لیجلے
دم نہ مارا ہمنے قاتل تیغ دو دم کے تلے | جان کو تسلیم کر ایمان سلامت لیجلے

کوچۂ جانان مین ضامن جو گیا مارا گیا
شکر ہے تم جان کو حضرت سلامت لیجلے

پیالا بنا کے خاک کا میری کمہار دے
پیتے ہین ہون آب بقا سے مسیح دم
الجھا ہوا ہے دل مرا تو پریشان زلف مین
مشاطہ زلف یار کو کافر سنوار دے

ہوئے ہیں بیخبر ہزاروں سیانے
خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ضامن قمار بازی سودا ہے عشق میں
بازی لگی ہے یار سے سر اپنا ہار دے

صابر علی سا عاشق جاناں کوئی نہیں رہے
ساری میٹی ڈھونڈا یار نیا یا کچھ کیا دی یار خدا یا
حال اپنا میں کیسے سناؤں زخمی جگر ہے کسے دکھاؤں
چھوڑ دیا ہے سب نے ہمکو ساتھ لیا ہے رنج و الم
آگ لگی ہے جل ہی گیا میں خاک میں بالکل مل ہی گیا میں
عشق خدا ہے بار امانت نہیں کچھ کو کوئی خیانت

تیری بغیر اپنا ٹھکانا کوئی نہیں رہے
جیسا کہ میں ہوں ایسا دوانا کوئی نہیں رہے
راز نہاں کا واقف دانا کوئی نہیں رہے
دنیا میں دیکھا اپنا بیگانا کوئی نہیں رہے
جیسا جلا میں لکو جلانا کوئی نہیں رہے
ایسی گران کو سر پہ اٹھانا کوئی نہیں رہے

ضامن علی تو خوب سمجھ لے کرنا ہے جو کچھ ابھی سے کرلے
ایسے جہان میں پھر کے تو آنا کوئی نہیں رہے

عجب ہیں قدرت کے کارخانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے
دکھائی ہر دم وہ اپنی شانیں خدا کی باتیں خدا ہی جانے
میں سن چکا ہوں بہت فسانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے
یہ واعظ آیا ہے کیا سنانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے
کھلا نہ پردے کا بھید یارو خدا ہی جانے کہ کل کو کیا ہو

وہ ہمکو آتے ہیں آزمانے خدا کی
باتیں خدا ہی جانے

دیوان ضامن

کسی کو آئے وہ سم کھلانے خدا کی باتین خدا ہی جانے

نہ فکر کر تو خوشی و غم کا خدا ہی مالک ہے بیش و کم کا
ہمارا کہنا یہ کون مانے خدا کی باتین خدا ہی جانے

کہا جو موسیٰ نے رب ارنی کہا خدا نے ہر لن ترانی
وہین وہ جلوہ لگا دکھانے خدا کی باتین خدا ہی جانے

کہا نبی کو کرو ہدایت کیا یہ شیطان کو کر کے لعنت
ادھر نہ دینا کسیکو آنے خدا کی باتین خدا ہی جانے

کسی پہ زحمت کسی پہ ذلت کسی پہ عفت کسی پہ رحمت
خدا کی حکمت خدا ہی جانے خدا کی باتین خدا ہی جانے

سمجھ لے دل مین یہ خوب ضامن سوا خدا کی نہین ہے ممکن
کہ ایک تنکا لگے ہلانے خدا کی باتین خدا ہی جانے

اُڑیگی حشر تلک میری یار بن مٹی
ہماری لاشۂ مظلوم کے لیے یارو
مُوا ہون تیری محبت مین تو بعد دفن ذرہ
نہین ملیگا پتا خاکسار عاشق کا

نہ چین دیگی شہیدونکی فتنہ زن مٹی
کہ خاک کوچۂ جانان کی ہے کفن مٹی
ہماری لحد پہ آ ڈال جان من مٹی
ہوا ہے کوچۂ جانان مین جا بدن مٹی

| | |
|---|---|
| شاہ نجف شیر خدا آ مدد جلدی سے آ | سلطان شاہ و لافتی ضامن علی ضامن علی |
| ہے حکمران کا میں لون تو شمع میں پروانہ ہون | الفت میں تیری دل جلا ضامن علی ضامن علی |
| بولن ترانی ست مستا میں یار نی کہہ رہا | اب دے کو روشن ہو دکھا ضامن علی ضامن علی |
| تو کہاں ہو میں کہاں سب جا ہے ذات حق عیان | پردہ خودی کا اٹھ گیا ضامن علی ضامن علی |
| نور ذات پنجتن روشن ہے تجھسے جان من | تجھسے ہے عالم پر ضیا ضامن علی ضامن علی |
| اسم علی نام خدا ہر شان میں جلوہ دکھا | ہے گاہ بندہ گہہ خدا ضامن علی ضامن علی |

ظاہر ہوا نور ازل ہر شکل و شان جزو کل
میں کیا کہوں اس سے سوا ضامن علی ضامن علی

الٰہی دولھا یہ پیاری دلھن بعیش و عشرت مبارک ہووے
شہانہ جوڑا گہر کا سہرا ابناز و نعمت مبارک ہووے
کلاہ و دستار اور مقنع گل بہاری کا تازہ سہرا
قبائے جنباخنائے رنگین خدا کی رحمت مبارک ہووے
قمر کے مانند آج دولھا تو بزم انجم میں جلوہ گر ہے
فلک یہ ہے اس زمین کو رفعت یہ رشک جنت مبارک ہووے
نکاح سنت ہے انبیا کی قرآن ناطق ہے فانکحوا کا

ظاہر میں جا بجا ہے مثال محمدی
ضامن ہی ہے ابنا وسیلہ نجات کا
صلوات بر محمد و آل محمدی
تیج کھیلے ہی برادر پیاری ہوری
کیا ہی بھائی جھم جھم مین بہاری ہوری

[illegible]

دیوان ضامن

| یار بن آگ لگی ہمنے گذاری ہوری<br>خون دل سی تری عاشق نے سنواری ہوری | یار ہمراہ نہین گو یہ پرے اوہین سب<br>تھمتے ولکی ہوئے آنکھین ہوئین پچکاری |
|---|---|

تم ہوئے موسم گلزار مین ضامن سے خفا
ہو مبارک تمھین اے یار تمھاری ہوری

| بلاکشون سی نہ کچھ بات رنج کی لائے | جفا کرے نہ کسی پر نہ ظلم فرمائے |
|---|---|
| کسیکی آہ خدا جانے کسکو بیجائے | کسی کا دل دکھائے نہ چھیڑے زخم جگر |
| وہ اپنے عاشق شیدا سی آکے ملجائے | اگرچہ جور ہو یا ہو پری مناسب ہی |
| آگ آتش الفت مین وہ بھی جلجائے | جلا جلا کے مجھے خاکسار جسنے کیا |
| نکلکے گھر سی وہ جنگل مین جاکے گھبرائے | پھرون ہون کوہ و بیابان جو گھبراتا |
| الٰہی اپنے عزیزون سی وہ بھی شرمائے | مین جان دل نہین کتا حیا ہی دامنگیر |
| کیے پہ اپنے وہ ظالم بھی خوب پچھتائے | دعا یہ ضامن مسکین ہو یا الٰہی قبول |
| خزان بھی آئے تو کھلائے اور مرجھائے | وہ گل جو حسن پہ اپنے غرور کرتا ہے |

نہ عشق تم کرو اہل مجاز ظاہر کا
کہان تلک تمھین ضامن غریب سمجھائے

| اس نور احمدی کا یہ سارا ظہور ہے | کون دو کان مین جلوہ نما کسکا نور ہی |
|---|---|

[illegible]

خدا کے واسطے اب تو دکھا رخِ زیبا
جو قتل کر کے مری لاش کو کیا پامال
ملو تھی پیار محبت سے جس طرح پہلے
ہزاروں غم کو مسافر نے آ کیا ہے مقام
گیا نہ جیتا ہوا کوے یار سے کوئی
تمام شب ہی تری بن شمار تاروں کی
ہزاروں قتل کیے اک نظر سے او قاتل
مین اسکی تیغِ جفا سے شہید کیوں ہوتا

لبوں پہ آ کے مرجانِ مبتلا ٹھہری
ہمارا خون تری پانوں کی حنا ٹھہری
ہوئی ہو ہمسے خفا اب کہو یہ کیا ٹھہری
حریم کعبۂ دل بھی کوئی سرا ٹھہری
گلی صنم کی عزیزو یہ کربلا ٹھہری
یہ کالی رات مری جان پہ بلا ٹھہری
تمہاری چشم سیہ پا یہ فتنہ زا ٹھہری
کرو ہمیں کیا کہ یہی یار کی رضا ٹھہری

اٹھا کے پردۂ رخ دیکھ یار ضامن کو
ہماری جان چلی آپ کی حیا ٹھہری

اپنی خودی کا جو کوئی نشو و نما رکھے
چمکا ہے نور شمسِ حقیقت کا جا بجا
مارا ہے جوش انی انا الحق نے کہہ کر
عکسِ جمالِ یار ہویدا ہے برملا
ہوتا ہے جسکو راز انا الحق کا ذوق و شوق

حق اس سے ہی ہے جدا جو وہ حق کو جدا رکھے
ذرہ ہر ایک دعوی انی انا رکھے
رازِ نہاں کو دل میں کہاں تک چھپا رکھے
ہر آئنہ ظہور میں جلوہ نیا رکھے
دارِ فنا میں دار وہ پہلے بنا رکھے

جاتا ہوا وہ مار گیا راہزن مجھے
کیجو اسی گلی میں عزیزو دفن مجھے

یا تنگ کیا ہی چاک گریبان جنون نے ہای
آیا نظر بعید مین نہ تارِ کفن مجھے

تنکا سا موج بحر مین بہجایگا یہ تن
گریہ سی ایکدم نہین ہوتا امن مجھے

فرقت سی داغ دلمین ہوئے اسقدر مرے
بالکل خزان نظر مین ہی سیرِ چمن مجھے

زنجیر پا مین اس دلِ وحشی کو مت کرو
کافی ہی تارِ زلف کی اسکی رسن مجھے

پروانہ ایکبار اگر جل گیا تو کیا
دنرات بس نئی ہی یہ سوزو جلن مجھے

شیرین لبون کے سانہ او سرخ لب ترے
کمتر دکھائی دیتا ہی لعلِ یمن مجھے

نکلے سنور کی یار تو جا نبر ہون کسطرح
ماری ہی ڈالے ہی یہ ترا سادہ پن مجھے

فرقت مین تیری مرگیا ضامن خدا سے ڈر
تو آکے اپنے ہاتھ سے پہنا کفن مجھے

دلبرِ رعنا وہی ہی عاشقِ شیدا وہی
غمزہ دو نکا دل وہی ہی راحتِ دلہا وہی

جب تو پنہان تھا وہ پیدا پردہ لاہوت مین
اب تو ظاہر ہو ہو جلوہ نما ہیگا وہی

رخ وہی کاکل وہی ابرو وہی چشمِ سیاہ
آئینے مین گلرخون کا چہرۂ زیبا وہی

قمری و بلبل وہی ہی لالہ و سرو چمن
گل وہی سنبل وہی ہی نرگسِ شہلا وہی

عرش سے لیکر فرش تک ہیگا یہ سب اسکا ظہور
عالمِ سفلی وہی ہی عالمِ بالا وہی

اوّل و آخر تو ہے خدا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
قاضی بنکے فتوی لگایا مُلّا ہوکے وعظ سُنایا
دیر مین جا نا قوس بجایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
وحدت کثرت ایک ہین تیری ذات سے سب سنگ ہین
کیا کیا جلوہ تو نے دکھایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
موتی مچھلی برف اور آب موجین دریا عین حباب
اپنے اندر آپ سمایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
عالم فاضل صوفی تو رند سبو کش عربدہ جو
فوق و تحت سب تو نے بنایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
باطن مین تو احد کہایا ظاہر مین احمدؐ ہو آیا
تجھ بن کوئی نظر نہ آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
وان سے یان کیون آتے ہم ہین نہین تھا دان کچھ غم
مُلکِ عدم سے تو ہمین لایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
نَحْنُ اَقْرَبْ آپ کہے تو ملا رہے کچھ بتا نہ دے
جال مکر کا تو نے بچھایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

دیوان جان من

کہیں بندہ کہیں مولیٰ کہیں کچھ ہے
کہیں عاشق ہوا اپنا کہیں معشوق کہلایا
کہیں مجنون کہیں لیلیٰ کہیں کچھ ہے
کہیں پروانہ سوزان کہیں وہ شمع سان آیا
وہ ہر جائی ہر ہر اک جا کہیں کچھ ہے
وہ محبوب خدا یار احمد

مثال

مثال نرگس حیران گریبان چاک مثل گل
وہی ہے بلبل شیدا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
وہی دانا وہی بینا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

چھپی وحدت ہر کثرت مین ملی کثرت ہے وحدت مین
دکھا منھ پھر کیا پردا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

وہی واحد احد مطلق منزّہ ہے خدا برحق
وہ ہر جائی ہے خود ہر جا کہین کچھ ہر کہین کچھ ہے

کہین یوسف بنا پیارا زلیخا حجلۂ زیبا
جدائی سے مجھے مارا کہین کچھ ہر کہین کچھ ہے

کبھی زاہد کبھی عابد کبھی وہ بادہ پیما ہے
اُسے ہر رنگ مین دیکھا کہین کچھ ہر کہین کچھ ہے

کہین گل ہے کہین بلبل کہین سرو اور کہین قمری
ظہور اسکا یہ ہے کیا کیا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

وہ آپ ہی سنبل ولالہ وہ آپ ہی سرو قد بالا
وہ آپ ہی نرگس شہلا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

کبھی مظہر کبھی ضامن کبھی [illegible] کہین کچھ ہے
چھپا پردون مین ہے کیا کیا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

## دیوان ضامن

ہمارے اڑا کر جو ہے منزل کربلا کی
ترے کوچے مین ناحق ناخدا ترس خون کی تم نے بہا دی
ہماری خاک مدت تک اڑا کی
کرے [illegible] ترس
ہمین خواہش ہے دیدار [illegible] کی
نہ چھوٹا [illegible] ہم دیوانۂ دل
تری وہ زلف کا [illegible] بلا کی

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہوا کھا چل ہوا ہو اے صبا تو | نہ لائی بوی زلف مشک سا کی |
| خلیفہ ہو گیا اے کرامات | یہ بازی لے گیا انسان خاکی |

مریض عشق مر جائے تو چھوٹ جائے
یہی تدبیر ضامن ہے شفا کی

| | |
|---|---|
| وصل سی سیلی مری جان وہ جانی مانگے | جاودانی کی عوض عالم فانی مانگے |
| مرہم زہر مرا زخم نہانی مانگے | کشتۂ تیغ محبت کا نہ پانی مانگے |
| شمع کافوری سحر ہو گئی ٹھنڈی افسوس | عشق پیری میں مرا جوش جوانی مانگے |
| میں وہ دیوانہ و حیران ہوں نحیف و بیجان | میری تصویر کی مجنوں بھی نشانی مانگے |
| دیجے خط نامہ رسان کہنا یہ احوال سبھی | شکوۂ جور و جفا گر وہ زبانی مانگے |
| دفتر عشق کا ہر طول میں کیونکر لکھوں | ایک عالم مری قصے کی کہانی مانگے |

چاہ میں اُسکی زلیخا کی صفت ضامن دے
دل و جان تجھسے جو وہ یوسف ثانی مانگے

| | |
|---|---|
| فرقت نے تری جان مری یار نکالی | کیوں تیغ ستم تو نے ستمگار نکالی |
| تدبیر کوئی اور اگر یار نکالی | کیوں قتل کی خاطر مری تلوار نکالی |
| گر آہ کوئی ہمنے قضا کار نکالی | جان سخت رقیبوں کی وہیں یار نکالی |

ہجر مین اس بت کی ہم کیا کر چلے
ناگہانی موت آئی مر چلے

خفتگانِ خاک کی مرقد پہ تم
اے صنم کیا حشر برپا کر چلے

دم نہ مارا اے عاشقِ صابر کبھی
جب ستم کا حلق پہ خنجر چلے

ساقیا سرشارِ میخوارون کی جام
کتنے توڑے اور کتنے بھر چلے

میکدے مین قاضی و ملا گرو
محتسب دستار اپنی دھر چلے

کوچۂ قاتل مین کفنی پہن ہم
سر کو لے اپنے ہتھیلی پر چلے

بر سرِ بازار مجنون پر ترے
کود کون کے ہاتھ سے پتھر چلے

واہ وا اے نشۂ بادۂ ہوس
ساغرِ عصیان کو ہم تو بھر چلے

دشمنِ آدم ہے گندم دیکھ لو
آسیا آسیر سدا اگھر گھر چلے

زندگی بن یار ضامن ہو چکی
ہم تو تنہا چھوڑ دو دو لبر چلے

## مبدل القافیہ

حسرتا دنیا مین ہم کیا کر گئے
بارِ عصیان سر پہ اپنے دھر گئے

الفتِ جانان سے کیون ہم ڈر گئے
ناحق اعدا کی وفا مین مر گئے

وہان خاکی ٭ کوئی سیونچا ہے عشق | زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے
---|---

ہذا ضامن بہ ثابت عکس مضمون
زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

تلخی جان کو میری وہ آسان کر گئے
خنجر سی ذبح کر کے وہ احسان کر گئے

پہلو سی لیکے دل مری پہلو سی اُٹھ گئے
مر کیا ناگہان مری سامان کر گئے

حسرت یہی ہی کہ نہ پوچھا کسیکا حال
عاشق ہزار جان وہ قربان کر گئے

شانہ کیا نہ زلف پریشان مین یار نے
دلکو ہمارے ہائی پریشان کر گئے

کیا کیا کھلائی گل تری تیغ جفائی یار
سینے کو میرے تم تو گلستان کر گئے

دکھلاکے ہمکو جلوۂ رخسار چھپ گئے
آئینہ سان مجھی تو وہ حیران کر گئے

بیمار چشم کو نگہ تیر سے تو ہائے
دنیا مین کوئی دم کا وہ مہمان کر گئے

دکھلاکے برہمن کو رخِ مصحفی صنم
کتنے ہی ہندوؤنکو مسلمان کر گئے

آہ و فغان و حسرت و غم دی گئی مجھے
کتنے ہی میری جان کو نگہبان کر گئے

آخر ہی عشق موج غم و درد نے مرے
جان جگر کے ملک کو ویران کر گئے

مضمون جا نگداز سے ضامن تو عاشقو
مشہور ملک ہند مین دیوان کر گئے

تکتے ہیں راہ تیری رات دن ہم — ہماری شام ہے اور یہ سحر ہے
کلیجا کھا لیا غم نے ہمارے دل — کدھر ہے دل کہاں میرا جگر ہے
وصالِ یار حاصل ہو و لیکن — جدائی کا مجھے خوف و خطر ہے
میں جیتا ہوں نہ مرتا ہوں عزیزو — بلائے ناگہانی کا اثر ہے
تری کوچے میں آ بیٹھا ہے ضامن — یہی مسکن ہے اپنا اور یہ گھر ہے

گرمیِ بازارِ الفت سے جو تو بیزار ہے — کیوں تماشائے دلِ تپاں تجھکو یہ کیا آزار ہے
گوشۂ کوئے وفا میں خاک تھی اپنی پڑی — لے گئی کس جا صبا کیا مٹی اپنی خوار ہے
اس بہارِ حُسن کا گجرا جو یاد آیا مجھے — پڑ گیا اپنے گلے میں آنسوؤں کا ہار ہے
اُور قیبو جب تلک ہم جلتے تھے سوزِ عشق میں — اب جلا ئینگے تمھیں ہم اپنی اپنی بار ہے
دین و دنیا دیکھ چکا ہوں اور کیا باقی رہا — جانِ عاشق ہے فقط یاں لینے کی تیار ہے
ہو گیا بیخود وہ جسنے ایکدم دیکھا اُسے — دیکھ لو روئے صنم کو قہقہہ دیوار ہے
قافلہ تیرے شہیدوں کا عدم کو ہے رواں — آہ کا نیزہ لیے ہر اک صنم سردار ہے
دیکھیے کس کی آئی ہے قضا اے دوستو — ہاتھ میں بیرحم قاتل کے علم تلوار ہے
سرو قد رخسار گل غنچہ دہن بوئے سمن — جلوۂ حُسن پریرو خوب ہی گلزار ہے
اضطرابِ دل سے مت گھبرا مثالِ برق — آئیگا وہ ضامن وصل کا اقرار ہے

مر جائینگے ہم کھا کے چھری ہاتھ سے اپنے
وہ چہرۂ زیبا جو دکھایا نہ کرینگے

مشکل ہے علاجِ دلِ بیمار طبیبو
عیسیٰ بھی مرض کو اچھا نہ کرینگے

ترسای ہی ہردم ہمین وہ کافر ترسا
اب اسکو نہ چاہینگے تو ترسا نہ کرینگے

دل چھین لیا قتل کیا گھر سے نکالا
کیا کیا نہ کیا اور وہ کیا کیا نہ کرینگے

ہم عاشق جانباز ہین قاتل تہِ خنجر
تڑپینگے نہ چلّائینگے نالا نہ کرینگے

جون طفل زمین پر جو گرا کرتے ہو آنسو
ہردم تمھین اے اشک سنبھالا نہ کرینگے

آب دمِ شمشیر سے کر حلق مرا تر
ہم آب بقا کی بھی تمنّا نہ کرینگے

گر بحر خجالت مین ہو جاتی ہو تم غرق
ہم آپ کے آگے کبھی دعویٰ نہ کرینگے

قاصد جو گیا پھر کے وہ جیتا نہین آیا
آیندہ وہان خط کبھی بھیجا نہ کرینگے

ضامن دلِ پُر درد سے تو آہ نہ کرنا
ان شعلون کو افلاک سنبھالا نہ کرینگے

مقتل مین شہیدونکی اب جانا ہی بہتر ہے
قدمون مین ستمگر کے مر جانا ہی بہتر ہی

مشہور ہوا مجنون دنیا مین تو کیا حاصل
اس عالم شہرت سی گم جانا ہی بہتر ہی

مانند شمع کوئی جاتی ہی بیش دل کے
خاموش سرِ محفل جلجانا ہی بہتر ہی

زاہد نمازون سے یہ عشق عبادت ہے
پر جوش محبت کا جمجانا ہی بہتر ہی

عشق کی دفتر کی ضامن اگر کوئی لکھے کتاب
قصۂ فرہاد و مجنون اسکا آدھا ورق ہے

| | |
|---|---|
| لی مع اللہ آیت لا اور انا الحق برملا | اور صدائے لن ترانی کہہ پکارا عشق ہے |
| عشق کی دریا مین گر کر کون نکلا ہی میان | جسکو کہتی ہین وہ دریا بیکنارا عشق ہے |
| عشق ہی معشوق مولی عشق کا سب ہے ظہور | عرش سے لیکی فرش تک بالکل یہ سارا عشق ہے |
| کب فرشتونکی ہی طاقت لامکان پر جا سکین | حضرت انسانکو وانتک لیکے سدھارا عشق ہے |
| بار الفت مین وہ پایا تنک کہ اٹھ سکتا نہین | اے صنم سینی پہ میری سنگ خارا عشق ہے |
| زکریا کی طرح مین تو صبر کرکے رہ گیا | سر پہ میرے دمبدم چلتا یہ آرا عشق ہے |
| کھل نہین سکتا ہی عقدہ ناخن تدبیر سی | اسطرح کا نرم و سنگین ہائے یارا عشق ہے |
| مقصد کونین حاصل عشق سی ہوتے ہین کل | سعد اکبر نیکبختی کا ستارا عشق ہے |
| عشق کی شیرینی و لذت بیان کیا کیا کرون | دودھ پیڑا مصری و لڈو چھوہارا عشق ہے |

حور جنت لیکے تجھ بن یار ضامن کیا کرے
ہم ہین عاشق آپ کے ہمکو تمھارا عشق ہے

| | |
|---|---|
| آہ سوزان سی ہماری ہے خجالت برق ہی | ابر گریہ سی مری پانی مین ابتک غرق ہی |
| مین ہوا ہون جنکی عاشق وہ ہوا ہے دیکھکر | مجھ مین اور مجنون مین اتنا ہی عزیزو فرق ہی |
| خوبرو دنیا کی تیری سامنے اے دلربا | ہین ستارے تو ہے پیارے آفتاب شرق ہی |
| غرق آب حسن مین ہی مہر چرخ دلبری | سعدی تابان صنم کی اب جو آیا عرق ہے |

دیوان ضامن

منزل یار تلک ہائے نہ پہونچا ضامن
آفرین عمر کو اس راہ مین چلتے گذری

پہلو سے لیگیا وہ مرے دل نکال کے
دلکو جگر کو دونو نکو شاہان نکال کے

کاکل کے دام مین ہی کیا مرغ دل اسیر
صیاد تو نے رخ پہ سیہ تل نکال کے

ناحق کیا جو قتل مجھے مین دکھا دیا
باب انفعال کا وہین فاعل نکال کے

آنکھین تری وہ دزد دلاور ہین اہرن
لیجائین جان کو بر سر محفل نکال کے

مانگے ہی جان وصل سے پہلے ہی ہائے یار
حجت یہ پیش کرتا ہی مشکل نکال کے

یہ فرق کیا ہی مجکو تو جب آپ چاہیے
بسمل کی جان تن سے تو قاتل نکال کے

تیغ جفا سے اسکی خطا وار بچ گئے
جن جن کی مارتا ہی وہ گھائل نکال کے

قابل یہ یادگار ہی پیکان ڈھونڈھ مت
دیگا نہین جگر سے یہ بسمل نکال کے

عنقا صفت وہ یار ہے سمت ڈھونڈھ بیٹھ رہ
ضامن خیال سے یہ باطل نکال کے

عارض سے کب ہی زلف معنبر لگی ہوئی
ناگن سی ہی یہ گل کے برابر لگی ہوئی

ہی عشق گل مین بلبل مضطر لگی ہوئی
سر سبز ان ہی گل کے سراسر لگی ہوئی

سینہ جلا دماغ دل و جان جل گئے
کیونکر تجھے یہ آگ ہی گھر گھر لگی ہوئی

نہین صبر و قرار ہی دل کو ذری مرے دیکھے بنا تجھے ایک گھڑی
جو دیکھا ہے ناز و عشوہ گری مرا چین گیا مری نیند گئی
ترے جور و جفا سبھی سہنے سہے مرے ہوش و حواس بجا نہ رہے
مجھے گریہ نے ہجر مین چین نہ دی مرا چین گیا مری نیند گئی
کبھی تمنے نہ مجھسے کہا کہ میان مرا نام ہی یہ مرا گھر ہی وہان
مری عمر تلاش مین ساری گئی مرا چین گیا مری نیند گئی
نہ تو زندہ رہا ہون نہ آئی قضا تری ہجر مین کیا نہ اٹھائی بلا
مرا دل لگا تجھسے یہ کیسی گھڑی مرا چین گیا مری نیند گئی
میان ملنا ہی مجھسے تو آکے ملو نہین بہر خدا مجھے قتل کرو
چھٹے رنج و بلا سے یہ جان مری مرا چین گیا مری نیند گئی
ہوا تجھپہ فدا دل و جان سے صنم مجھے تیری قسم تری جان کی قسم
تری ملنے کی یار ہوس ہی رہی مرا چین گیا مری نیند گئی
یہی جی مین ہی میری کہ رشک قمر ترے سبز لباس پہ کھاؤن زہر
گل رخ پہ نقاب ہی تیری ہری مرا چین گیا مری نیند گئی
یہی چاہے ہی جی کہ وہ رشک پری کرے سامنے میرے جلوہ گری

مین ایسی لیلی کا مجنون ہون سن لے او مجنون | پھرے ہے ڈھونڈھتی مجکو یہ در بدر لیلے

جسے تو ڈھونڈھے ہے صحرا و دشت مین ضامن
وہ میرے پاس ہے مدت سے جلوہ گر لیلے

ہمکو تم جب سے کہا ای صاحب بن بھول گئے | ہم بھی تمکو وہین ای عہد شکن بھول گئے
جب سے عاشق ہوئے اس رشک چمن پر ہمتو | لالہ و سنبل و گل سرو و سمن بھول گئے
کیا فدا جی ہو دل و جان کسی بت پہ خدا | دو ہی دم مین مجھے ذکر کے دفن بھول گئے
اضطراب دل وحشی نے بھلایا یان تک | یاد کچھ بھی نہین ہم سارے ہی فن بھول گئے
رنج فرقت مین مری عمر بسر گو کہ ہوئی | وصل کے روز سبھی رنج و محن بھول گئے
جب سے سونگھا ہے وہ گیسوی معنبر ہمنے | سنبل و نافۂ چین مشک ختن بھول گئے
رشک سے خون ہوا لعل تری دیکھ لبے | جوہری قیمت خوش لعل یمن بھول گئے
ہمکو خاک در جانان کی محبت یہ ہوئی | عیش فردوس تمنای عدن بھول گئے
مثل بلبل کے تری یاد مین ہون نعرہ زنان | یہ مجھے آپ ہی ای غنچہ دہن بھول گئے
ناوک انداز نہ چھوڑا ہے کوئی طایر دل | اپنے تم صید کو کیون تیر فگن بھول گئے
چیر ڈالا تن عریان کو گریبان سمجھا | ای جنون لحد مین ہم چاک کفن بھول گئے
اس بہار سیہ دنیا پہ یہ اہل دنیا | پانچ دن کے لیے وہ اصل وطن بھول گئے

ہے مکان اپنا تو لامکان سو نشان
اپنا ہے بے نشان
بر ضامن اب کرے کیا بیان [illegible]
[illegible] رہی

| تھے رفیق راہ یہ رنج و محن مین آبلے | راہ غربت مین تھکا سر پر اٹھایا جب مجھے |
| --- | --- |

یا تو ان مین مجنون کی چھالی تھے پڑی ناقہ کے ساتھ
اب وہ ضامن تو نی باندھی ہین سخن مین آبلے

ترے عشق مین بت بیوفا مری کیا ہی بیقدری رہی
دلے تو نے پوچھا نہ حال کچھ تجھے ایسی بیخبری رہی

ہوا خشک اپنا ریاض تن نہ رہا وہ گل نہ رہا چمن
مگر ایک نرگس چشم نم ترے دیکھنے کو ہری رہی

مجھے ساقیا وہ نشہ پلا کھلے جس سے جلد فنا بقا
تو خیال دل مین ذرا نہ لا کہ نہ پیالی مے کی بھری رہی

یہ ظہور کل ہے سبھی ترا تو خود آپ آیا ہے اے خدا
سو عجب طلسم دیا بنا تری ذات سب سے بری رہی

تو نے جب سے اے مرے ساقیا مجھے جام محو فنا دیا
نہ خیال ہستی دل رہا نہ نگاہ جلوہ گری رہی

بتا اپنا نام و نشان گل کسے کیسے خار کہان ہے گل
نہ وہان ہے راحت و رنج کا دخل نہ نمود اپنی ذری رہی

دیوان ضامن

[illegible] دیکھا
دل دیا تھا جسے [illegible] کو جلا
مجھ سے یہ جور و جفا [illegible] و درمان دیکھا
کیجیو انصاف تم اے اہل بیان دیکھا
دیکھ اُسکو ملائک جب کہیں صل علی
جلوۂ حق ہم نے دیکھا و انسان دیکھا

عشق نے گلشن مین [illegible] دیکھا
راہ [illegible] بنا خضر بیابان
[illegible] ضامن [illegible] دیکھا
[illegible]

اچھا ہوا جو ہٹ کے نہ آیا وہ مرگیا
تاثیر کوے یار مین دار الشفا کی ہی

تیر نگاہِ یار سے کیونکر بچے کوئی
مژگانِ چشم دیکھیے برچھی قضا کی ہی

فرہاد کی طرح لبِ شیرین کی بوسے بن
بیجرم مارا جاؤن یہ مرضی خدا کی ہی

سجدہ کرون نہ کیونکہ تہِ تیغِ بُت بھلا
آواز کان مین مرے قالوا بلیٰ کی ہی

بیخود نہو میان رہِ ہستی سے جا گذر
منزل یہی فنا کی ہی یہ ہی بقا کی ہی

ضامن علی ہی جسکا اُسے خوفِ حشر کیا
امداد ساتھ میرے تو مشکل کشا کی ہے

دل کو ہمارے چاہ اُسی بیوفا کی ہے
ہر رات جسکی چاہ مین خواہش قضا کی ہی

کس طرح چومون مین کفِ پاے نازنین
پابوس کی طلب اُسی رنگِ حنا کی ہی

کیا آرزو ہی وصلِ بُتِ بیوفا کی ہو
عادت جسے ہمیشہ سی جور و جفا کی ہی

ہر ہر قدم پہ اُسکے ہوا اعجاز عیسوی
رفتار اُس پری کی یہ ناز و ادا کی ہی

بابِ قبول اسقدر ہوئے ہین بند
بازو شکستہ پا کہین مرغِ دعا کی ہی

بتخانۂ خدا مین سانپ لیے آ کر گیا ہی گھر
دلمین ہمارے یاد جو زلفِ دوتا کی ہی

مجکو ہوا ہی شوق اُڑا لیجیے اُدھر
دلمین ہوا بھری ہے مرے اُس دلربا کی ہی

گلشن مین سیر کو وہ گیا نوبہارِ حسن
لب بر ندا یہ غنچون کے صلّ علیٰ کی ہی

کیون تملق کسی عیار سے تم کرتے بھلا
آنکی اور میرے جو آپسمین صفائی ہوتی

وہ ستمگر جو کبھی ہمسے موافق ہوتا
سر یہ آفت یہ جہان کی نہ اُٹھائی ہوتی

دل یہ بیتاب ہی سیماب کے مانند مرا
ہوتا قابو مین تو اکسیر بنائی ہوتی

مرغ دل باغ جہا نمین تو نشیمن کرتا
دام کاکل سے اگر اُسکی رہائی ہوتی

کیون بھلاتا وہ ہمین کیسی برا جانتا کیون
اپنی قسمت مین لکھی کچھ جو بھلائی ہوتی

منتظر آمد جانان ہون ہمیشہ یارو
اُسکے آنے کی کسی نے تو سُنائی ہوتی

کیا الگین ٹانکے جہان ہا لگین زخم یہ زخم
گر رفو گر کہین ملتا تو سلائی ہوتی

تاب ہوتی رخ تابان کے نظارے کی اگر
ہمنے بھی آنکھ ستمگر سے لڑائی ہوتی

بت ہوا اُس بت عیار کے آگے ضامن
کچھ تو بن آتی اگر بات بنائی ہوتی

ہمین مت مار وای قاتل ہم اپنے آپ ہی مرجائین گے
بن آئی جب کہ مرجائینگے تمھارا نام کرجائین گے

صنم کے عشق مین یارو نفع بھی ہے ضرر بھی ہے
بگڑ جائین گے گر کتنے تو کتنے ہی سنور جائین گے

صراحی جام مینا کے کرون گا توڑ کر ٹکڑے

دیوان ضامن

| | |
|---|---|
| مرنے سے جو کہ پہلے ملا ذات پاک میں | باقی ہے کیونکہ وہ باقی مدام ہے |

صابر شراب عشق سے مجکو نہ بھولنا
ضامن علی ہمیشہ تمھارا غلام ہے

| | |
|---|---|
| محفلِ جاناں میں دیکھو گر کوئی جانے مجھے | مثلِ پروانہ کو جب وہ شمع جانے مجھے |
| عاشقِ جانباز کیونکر شمع رو جانے مجھے | مثلِ پروانہ کے جلوائیں تو ہیں یانے مجھے |
| ہے یہی بہتر کہ کوئی یار میں مت جا دلا | عمر ہی اتنی کے وان تمکو یونہی کی جانے مجھے |
| خاک و خون میں اسقدر لوٹا کہ تیلا بنگیا | تھا فریب بسمل صنم آئے ہیں کہانے مجھے |
| فرقتِ جاناں نے میرا حال ایسا کر دیا | یعنے دیوانہ کہیں ہیں سارے دیوانے مجھے |
| اُس شہیدِ ناز کو دو غسل چشمِ تر سے تم | اشک خون آلودہ آب تر ہیں نہلانے مجھے |
| سخت جانی نے مجھے شرمندہ جاناں سے کیا | ناتوان آئی نظر وہ نازنین شانے مجھے |
| استخوان جلکر کے خاکستر مری ہو جائینگے | عشق کی آتش لگی ہے اب تو بھڑکانے مجھے |
| عشق مت کر اُس صنم کا دیکھ پچھتاویگا تو | یہ ہی سمجھاتے تھے سارے اپنے بیگانے مجھے |
| شہر میں خفقان ہے اور صحرا میں وحشت ہے مجھے | اچھے بچھکو ہوا کیا ہے خدا جانے مجھے |
| زندگی بن یار کے مشکل ہے اکدم بھی مجھے | اے عزیزو تم ذرا سا زہر دکھلانے مجھے |
| میں نجاونگا اٹھا مت عاشقِ جانباز ہوں | دو خدا کے واسطے قدموں میں مرجانے مجھے |

| ہمارے دردِ غم کا ہو وہ شاکی<br>ہمیشہ غم کی سارنگی بجا کی | سوا تیرے نہین ہر کوئی ایسا<br>سرودِ عشق سے دل مین ہمارے |
| --- | --- |

اذیت اور مصیبت مین ہمیشہ
دلِ ضامن نے بس اُنکو دعا کی

تمھاری زلفِ مشکین کو جو ہم مُشکِ خطا سمجھے
خطا سمجھے جو یہ سمجھے تِری کاکل کو کیا سمجھے
وہ جدول لاجوردی ہے رُخِ مصحف کی صفحہ پر
اُسے فیتا حمائل کا رُخِ مصحف کی جا سمجھے
رُخِ روشن کو ہم اُسکے دلون کا آئینہ سمجھے
ظہورِ نورِ اقدس ہے تجلّیِ خدا سمجھے
لبِ جان بخش جانان کے لبِ رشکِ مسیحا ہین
صدائے قم باذنی کو فقط حکمِ خدا سمجھے
ہم اُسکے چشم و ابرو کو کہو یارو کہ کیا سمجھے
اُسے ہم چشمۂ کوثر اسے تیغِ قضا سمجھے
رفیق اپنا جو اُسے دل تھا خدا جانے کہان پہونچا

ترے اپنا ہوا دشمن بجے ہم
اُسے آشنا سمجھے
یہی لکھتا ہون راز دل تم کو
یہی ڈرتا ہون
دلِ قاتل مین کیا گذری خدا جانے
وہ کیا سمجھے
مجھے پہلو سے در سے کہان
اعدا نے ہی پھینکا
خدا سمجھے رقیبون سے علی
مشکل کشا سمجھے
صنم کو تم تو اے ضامن
لائق تھا سمجھ بیٹھے
ہمھین بھی کچھ وہ سمجھے ہین ہمھین
اُن کی بلا سمجھے

دیوان ضامن

فنا کو جو بقا سمجھے بقا کو جو فنا سمجھے

سمجھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہی
کوئی اُس بُت کو کچھ سمجھے ہم اُس بُت کو خدا سمجھے

خدا ہم سے جُدا کب ہی حباب و بحر کے مانند
یہ ہے اِک موج زن دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے

عجب فہمید ہے یارو یہ اُلٹی بات کیا سمجھے
ہمیں وہ ہیں بلا سمجھے ہم اُنکو ہیں شفا سمجھے

مٹا کر لوحِ ہستی سے رقم حرفِ خودی بالکل
بقا ذاتی کے معنوں کو کوئی اہلِ فنا سمجھے

بہر صورت وہ ہی ظاہر مقید ہم ہیں صورت کے
خطا اپنی سمجھ کی ہے جو ہم سمجھے خطا سمجھے

رضامندی سے جان دینا نہ کچھ خواہش ہو جاناں سے
شہادت کا مزا ضامن شہیدِ کربلا سمجھے

| | |
|---|---|
| تمھاری کاکلِ مشکیں کو کبھی کیا سمجھے | کہا کہ سنبلِ تر اُسکو ہم بلا سمجھے |
| تمھاری ابروِ خمدار عید کا ہی ہلال | ہم اُسکو تیغِ جفا خنجرِ قضا سمجھے |

اس جان کو رکھتا ہی فدا کرنے کو تجھ پر | آئی تھی قضا لینے کو پر ہمنے ٹلادی
جیتا ہوا جائے نہ کوئی بھرکے بیان سے | پھرتی ہی ہر اک کوچۂ قاتل مین منادی
آرام مین سوتے تھے پڑے ملک عدم مین | ای عشق مجھی لاکے یہان دھوم مچادی
ای دشمن احباب محبت کر اعدا | پہلی ہی ملاقات مین ملکر کو دغا دی
اس عشق نے الٹے ہین سبھی کام ہمارے | شادی تو ہمرا غم ہوا اور غم ہوا شادی
ملنے کی قسم کھائی ہی قاتل نے یکایک | ای قاصد بد فال یہ کیا تو نے سنادی
مفسد نہ کہو عاشق جانباز کو صاحب | ہان حسن مگر آپکا بالکل ہے فسادی

اس عشق نے افلاک پہ پہونچایا ہے **ضامن**
گو خاک مین لے کرکے مری خاک ملادی

جیب دریدہ ہو تو رفو گر سیا کرے | ٹکڑے ہی ہو غم سے دل تو علاج اسکا کیا کرے
مین گریہ کار ہون غم فرقت سے حسرتا | اور مثل گل رقیب بغل مین ہنسا کرے
پروانہ کی صفت نہ ملا وصل مین بھی چین | ہم شمع کی بزم مین شب بھر جلا کرے
آزاد کیجیے مجھے یا قتل کیجیے | دشنام آپکے کہو کب تک سنا کرے
آب بقا ملے نہ لب لعل یار کا | خون جگر نہ کیونکہ ہمیشہ پیا کرے
رنگ حنا ہو خون مرا پاے یار کا | لاشے کو میری پاؤن سے اپنے ملا کرے

دیوان ضامن

کیون مرا دل اداس رہتا ہے
رات دن اسکو یاس رہتا ہے

زلف کا فریہ گو کہ ہے کالی
اسکے رخ سے مساس رہتا ہے

میرے ملنے کی گرچہ کھائی قسم
پر یہ دل تیری پاس رہتا ہے

حلق کو میرے آکے کردے تر
آب خنجر کا پیاس رہتا ہے

سبز خط یہ ہوئے ہین جو کہ شہید
انکی تربت پہ گھاس رہتا ہے

آنکھ کو کھول دیکھہ تو ضامن
کسکے زانو پہ راس رہتا ہے

جو دیکھا کوی جانا نہین تو برپا شور محشر ہے
صدا کے الامان ہر جا بجا اللہ اکبر ہے

وہ اسکا مصحفی چہرہ وہ اسکا حسن بے پایان
کتاب عالم امکان بھی اسکا ایک دفتر ہے

رضا دلبر رعنا مین بت کیجئے گستاخی کر
اگر آرہ بھی پھر جائے تو وہ بھی پئے سر پر ہے

نہ دن کو چین ہے مجکو نہ شب کو نیند آتی ہے
دل بیتاب اپنا مثال برق مضطر ہے

بت کافر کی الفت مین تو ہم بھی ہو چکے کافر
صنم کا دل مگر اب تک وہی پتھر کا پتھر ہے

لکیرین ہین نہین یار حنا کی دست جانان مین
لکھا قدرت کی ہاتھون نے ہماری خون کا محضر ہے

وہ آیا گل رخ نہ پیا ہمارے گھر مین الفت سے
تو کاشانہ مرا آکے دو ستو جنت سے بہتر ہے

مین وہ مجنون ہون کہ اپنے لئے مرا آرام اس پہ ہے
سر ہر خار صحرا پر بچھایا اپنا بستر ہے

دیوان ضامن

مستزاد

سب

آرنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
تو بدین جمال وخوبی بر طور اگر خرامی

کہوں کیا کہ ذات احمد وہ ہین ... 

وہ طور موسیٰ ہین یہ ...

وہ سب آئینہ میں ...

تو بدین جمال وخوبی بر طور اگر خرامی
آرنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

این ہفت طبق در ذات یکی در سوج دگر او صفا خدا
اُس یار سبھی کی شاہ مرا مین اج دلاری کُہری
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہ بھی سے عشق مجھے سنگھا دی یار
سب بھولگئی مین پہلی بیت جب یار نی آئی بچھتین لگا

ارباب فنا اصحاب بقا اظہار کنند اسرار خدا
ملنے کی ہوتی جب ملی ہین سن کچھ بن ٹری یا مین گری
جب یار نے سنگھی یار ملا شب بنو کا شاہ سہاگ بھرا
تن ایک بھیا من ایک بھیا کیا فرق ہا کوئی دیو تبا

اجی مرے جاگے ہین بھاگ
سئیان کے سنگ مین تو تشگن منا ئی جی

## مسدس در جناب سرور علیہ التحیات والصلوات

بلغ العلے محمد کشف الدجے تمامی
عجب کمال ذاتی ہے حسن باگرامی

حسنت جمیع عالم بظہور تو میانی
گئی طور پر جو موسیٰ بزبان خوش کلامی

تو بدین جمال وخوبی بر طور اگر خرامی
آرنی بگوید آن کس کہ بگفت لن ترانی

ہوا عفو جرم آدم بطفیل نام احمد
جو شعاع نور احمد ہوئی رخ مین سکی سرزد

ہوا فیضیاب تسبو وہ رسول جد امجد
ملکوت کرکے سجدہ وہ یہ بولے یا محمد

دیوان خامس

تو بدین جمال وخوبی بر طور اگر خرامی
آرنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

تو بدین جمال وخوبی بر طور اگر خرامی
آرنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

فرزندان عاشق ہی دیوان فدا من

یہ معشوق ہی دل لگانے کے قابل

## ردیف میم

نہیں دل رہا ہی بچانے کے قابل — نگہ تیر کا ہون نشانے کے قابل

مرا سر ہے قاتل کٹانے کے قابل — تری تیغ ہے آزمانے کے قابل

اگر کوئی سر ہے کٹانے کے قابل — وہی اس گلی مین ہی آنے کے قابل

ہنسایا کسیکو دیا ہمسکو گریہ — فقط ایک مین تھا رولانے کے قابل

شہید ستم کو نہ پانی سے دو غسل — یہ لاشہ ہی خون سی نہانے کے قابل

مہ عید قربان دکھائی ہے ہمکو — گلے سے ہی خنجر لگانے کے قابل

میں نقش کف پائے جانان ہون ای غم — نہیں ہی یہ نقشہ مٹانے کے قابل

مرا عشق اور جور تیرا ستمگر — یہ نادر ہین دونون فسانے کے قابل

میں وہ ناتوان ہون مرا دم ہی آندھی — ہوا باد غم کے اڑانے کے قابل

ہوا ہون کسی گل کی الفت میں بلبل — مری قبر ہے گل چڑھانے کے قابل

اگر ہو ہلاہل تو پی جاؤن اسکو — نہیں ہی فرقت کا کھانے کے قابل

ہوا مار گیسو یہ عاشق مرا دل — یہ سانپون سے اب ہی کٹانے کے قابل

ترا دم بچا یاد لیلے سے خالی — یہ مجنون جرس ہی بجانے کے قابل

نہو عشق اگر شعر خوانی ہی باطل — نہیں ہین یہ اقوال گانے کے قابل

خفا ہو نہ طوفان گریہ سے میرے — یہ دریا ہی خون ہی بہانے کے قابل

دیوان فدا من

ہمکو مارا ہی محبت نے کسی گلفام کی
وہ بُت کافر ہوا کب رام ہم کافر ہوئے
مرنی کو مدت سے سُنتے ہین عزیز وہم وصال

مثل بلبل بر سر گلزار مر جائینگے ہم
تار گیسو کی ہین زنار مر جائینگے ہم
اس تمنا مین ابھی غمخوار مر جائینگے ہم

آج کل پر جھوٹے وعدے کرتا ہی ضامن وہ شوخ
ایک دن یون ہی مگر ناچار مر جائینگے ہم

تیری فرقت مین او بُتِ خودکام
بُت پرست آپ اور ہمارا نام
تو زبان اپنی یار تھام نہ تھام
کیا ہی تازہ ہی بوی گل سے دماغ
لیکے دل اُس پری نژاد نے یون
ہم نے بہتیری بُت پرستی کی

کام اپنا ہوا تمام تمام
حضرت دل تمھین سلام سلام
ہم سُنے جائینگے ترے دشنام
رہے ایام باغ حسن مدام
وحشیون مین کیا مجھے بدنام
شہوا ارام بردہ دل آرام

کربلا کوے یار ہے ضامن
اور بلا اُس کی ابروِ صمصام

دم باز تھا جو ہمکو وہ دم دی گیا صنم
امید وصل تھی ہمین فرقت ہوئی نصیب

آرام دی گیا ہمین غم دی گیا صنم
عوض مین وصل کی ہمین ستم دی گیا صنم

ردیف نون

خفا ہمسے بلبل گل و باغبان سے
نہین کوئی اپنا سہارا چمن مین

لگے آگ جل جائے گلشن عزیزو
کیا اُسنے ہمسے کنارا چمن مین

صبا غنچہ و گل سبھی منتظر ہین
ذرا ہو جیسے جلوہ آرا چمن مین

نہ بستی مین یا ورنہ صحرا مین ہو سیر
نہین کوئی مونس ہمارا چمن مین

نہ ضامن کو الفت ہے سیر چمن سے
نہ تجھ بن ہے ہمکو گوارا چمن مین

ڈھونڈھا اُسے جہان مین وہ اب تک ملا نہین
ارض و سما مین یار کا ملتا پتا نہین

جلکر کے خاک بھی نہوا اور نہ کچھ بجھا
جس طرح مین جلا کوئی ایسا جلا نہین

بلبل بھی مرگئی غم باغ و بہار مین
شاید کہ اس چمن مین کوئی گل کھلا نہین

جو کچھ کہ مجھ پہ گذرا وہ قابل بیان نہین
راز درون دل یہ کسی نے کہا نہین

دلمین یہی ہے ٹھہری کہ مرجائیے ابھی
پر کیا کرون کہ آتی ابھی تک قضا نہین

گردن پہ آپ کی تو مرا خون ہو چکا
بے جرم قتل مجکو کیا تمنے کیا نہین

مت رکھ خیال زلف سیہ ناگنی کا دل
افعی کو آستین مین کوئی پالتا نہین

شاید ہمارے خون کی مہندی لگاؤ گے
دست جفا پہ آپ کے رنگ حنا نہین

کوچہ تمھارا فرض کیا کربلا نہین
بد قتل گاہ دہلی سے کم بھی ذرا نہین

دیوان ضامن

عاشق کو کام کیا ہی شراب و کباب سے
عیسیٰ کا حشر تک نہین احسان اُٹھاینگے

ہم کھانیوالی خونِ جگر کی غذا کے ہین
مقتول ہم تو یار کی ناز و ادا کے ہین

دنیا کی بود و باش تو ضامن ہوا ہے
دیکھا جو غور کرکے یہ پُتلے ہوا کے ہین

ای شمع رو ہی اپنا سینہ کباب تجھ بن
اور بحرِ زندگی ہی مثلِ حباب تجھ بن

کل کل بگڑ رہی ہے بیکل کیا ہی ایسا
کچھ دم نہ مارتی ہین چنگ و رباب تجھ بن

آہ و فغان ہی حیرت بیٹھی ہین غم کے مارے
سب بند ہوگئی ہین فرحت کے باب تجھ بن

رو دو چراغ کشتۂ الفت مین آپ کی ہون
اور زندگی ہی اپنی مثلِ حباب تجھ بن

شعلہ بنا دیا ہے اور آتشِ محبت
جون برق جا بجا ہی لُبِّ لباب تجھ بن

شیرازۂ محبت اور عقل کی کتابین
سب منتشر ہین پیارے فصل و باب تجھ بن

حاصل ہوا نہ ضامن جز یاس اور حسرت
برباد کر دیا ہے اپنا شباب تجھ بن

پیتے نہین ہین ساقی ہم تو شراب تجھ بن
اور جام و صراحی سب ہین خراب تجھ بن

تکتا ہون شب کو تارے آ ماہتاب تجھ بن
تاریک سب جہان ہے اور آفتاب تجھ بن

ہین سرخ اشک اپنے ساقی شراب تجھ بن
جل جل کے دل ہوا ہے میرا کباب تجھ بن

بوبا سا بچائے کوئی پلادو سبیل ہے
ہے میکدہ یہ پیر مغان کربلا نہین
دامن کو میرے ہاتھ مین مخدوم پاک کا
ضامن کو خوف دونون جہان مین ذرا نہین

کشتۂ تیغ جفا کے لاشۂ مظلوم کو
اشک خونین کے سوا کوئی تو نہلاتا نہین

جا بجا محفل مین لیکن شمع سان خاموش ہون
برق کی مانند مضطر ہو کے چلاتا نہین

ہے وہ منظر وہین مری لیکن نظر آتا نہین
مثل بوئے گل ہے پنہان ضاد دکھلاتا نہین

بے سبب خفگی نہین کچھ دشمنون نے کہدیا
آپ بھی آتا نہین وہ ہمکو بلواتا نہین

جان بلب ضامن ہے آ او بت سنگین دل
ہائے قسمت وہ ستمگر کچھ تو فرماتا نہین

حسن و جمال یار تو کیا جا بجا نہین
پر کیا کرون کہ آنکھ مری حق نما نہین

دریائے غم سے پار مین ہو جاؤن کسطرح
طوفان مین ہے جہاز مگر ناخدا نہین

دشنام دیکے مردے جلائے ہین یار نے
عیسی کے لب مین بھی تو ایسی شفا نہین

فردوس ہے بہشت ہے عرش بریں ہے یہ
آیا جو کوئے یار مین پھر کر گیا نہین

جاؤن کدھر مین تیرے سوا چھوڑ کر تجھے
تجھسا جہان مین یار کوئی دوسرا نہین

عاشق اگرچہ مخزن رنج و بلا ہے یہ
مانند ہجر کے کوئی رنج و بلا نہین

دعوی تو کر رہا ہے خدائی کا وہ صنم
لیکن یہ شکر ہے کہ وہ کافر خدا نہین

ملجائینگے مزار مین مجنون کے استخوان
زنجیر میری پانون کی وحشت ہلا نہین

باد خزان نے یار کے برباد کردیا
غنچہ ہمارے دل کا جو اتک کھلا نہین

دیوان ضامن

| مشکلین اسکی ہون آسان سیکڑون | جسکے ہون ہر کام مین ضامن علی |
| --- | --- |
| بے نشان کا نشان رکھتے ہین | لامکان مین مکان رکھتے ہین |
| اس سے آگے دھیان رکھتے ہین | بود و نابود سے نہین کچھ کام |
| کل یوم کی شان رکھتے ہین | جب عدم سے وجود مین آئے |
| عشق تجہیز گمان رکھتے ہین | ذات واجب کو کر دیا ممکن |
| صوت سرمد پہ کان رکھتے ہین | راز ہو ہو ہے نغمۂ قدوس |
| اپنے جانان کی جان رکھتے ہین | جان اپنی تو ہے فقط بے جان |

کیا فنا نے مزہ دیا ضامن
کہ بقا سے ہم آن رکھتے ہین

| سرخی لعل بدخشان ہے زبان یار مین | گوہر نایاب دندان ہین دہان یار مین |
| --- | --- |
| دستۂ تیر قضا دیکھا کمان یار مین | ابرو خمدار اسکی اور مژگان سنان |
| آن نکلی ہے عجائب آج آن یار مین | آنے کی اسکے خبر تھی آن سے آیا وہ یار |
| تاکتے ہین اسلیے ہم تا بدان یار مین | روزن دیوار سے شاید وہ آ جھانکے مجھے |
| کیا نسیم آئی گذر تو بوستان یار مین | سب گلو مکہا ہے معطر ہے تو گلشن سے دماغ |
| ٹھوکرین کھاتا پھرے ہے آستان یار مین | گل تو زانو پر یہ سر تھا آج یہ رتبہ ملا |

دیوان ضامن

ہومین کیون دیوانی یہ بلبلین کہ وہ کرتین یان سی سفر نہین
کبھی برق سان تب و تاب ہے دلِ وحشی ایسا خراب ہے
گیا پہلو سے ایسا شتاب ہے کوئی جاتا ایسا شرر نہین
ترا کوچہ رشکِ چمن ہوا مرے خون سے لالہ جو بن گیا
ہوا رشکِ خلد یہ اے دلا مجھے رنج و غم کی خبر نہین
مرے اشک کثرتِ گریہ سے کہ جو آب تھے سو وہ خون ہوئے
یہ عجیب رنگ بدل گئے کہ عقیق ایسا گہر نہین
یہان مرنے کو سبھی مرتے ہین سفرِ عدم سبھی کرتے ہین
جو خودی سی اپنی گذرتے ہین کوئی ضامن ایسا سفر نہین

مین نہین جلوہ نما آپ ہی سیارا مجھ مین
فرقتِ یار کا یارا نہین یارا مجھ مین
یار کو ڈھونڈھا تو پھر آپ ہین پایا مین نے
کوزہ گر لیکے بنا خاک کا تو جامِ الست
نام سی غیر کے غیرت ہی تو آیا پیارے
راز مخفی کیا افشان ہین ظاہر اُسنے

نقش فی النفس کم جسنے سنوارا مجھ مین
عشق نی شور مچایا ہے دوبارا مجھ مین
نحن اقرب کا وہ کرتا ہے اشارا مجھ مین
شوق نی گوندھ لیا عشق کا گارا مجھ مین
ہجر کا تیرے نہین اب تو سہارا مجھ مین
چارہ گر آپ ہی ڈھونڈھی ہے وہ چارا مجھ مین

دیکھو حال ہمارا اب ...

تجھ بھان نے ... لگا

نظر بیت لگانے سدھارے

ضامن علی کو کیونکر پکارے

دوہرہ

ضامن پی کی کار ... ہوا بین بین

دو پیار نا سے ... ہو گئی کیسی

دوہرہ

ضامن دنیا باپ کی ... ہے مایا بیپ

دو نو نکو ... نام ... جاپ

ہوری

| ادم بھولا کیون بھے دھو کا ہی سنسار | دھوکی مین جو آ پھنسا کبھی نہ اترے پار |
|---|---|

دنیا یہ مردار ہے ضامن اُسے تو بھول
دُنیا سے ناراض ہین حضرت پاک رسولؐ

سکھی سنو میری کہانی
میری جنڈری عشق نے پھونکی
جو مین جانون کہ ایسی بنے گی
کبھی پیت کا نام نہ لیتی
کوئی پیت کا نام نہ لیجو
انگا جوبن گن روپ ہماری
میری اڑ گئی سدھ بدھ ساری
پیا تم بن کیسے جیون گی
اُن جا کہین لینا بدیا
سکھی اب کھو کیجے کہاری
ایسے تن من روپ کو وارون
مین تو منٹ کرم کی ہون ہاری

مین تو بھئی ہون برہا دیوانی
مین تو پہلے ہی جٹھ پنسیو جو نکی
میری تالی جگ مین نہ بجے گی
مین تو پہلے ہی جان کو دیتی
مجھ بوری کی ریس نہ کیجو
مین تورہ گئی جیسکی بچاری
مین تورہ گئی جیسکی بچاری
بیتا من کی مین کا سے کہون گی
ہم کینا جو کنیا کا بھیسا
پیا ڈھونڈت ڈھونڈت ہاری
اس سہاگ کو آگ مین ڈارون
جو پیا نے جیا سے بساری

دیوان ضامن

دوہرہ

| ضامن خدا جانے وہ کس طور سے لڑتے | ہم طرح شرافت کیطرح دے گئے آنکھو |
|---|---|

## قطعہ

| حاسد مردم خاصان ہین جفا کی مارے | ہین وہ ابلیس لعین آپ خدا کے مارے |
|---|---|
| ضامن ایسون سے نہ مل ہین وہ ریا کی مارے | جو کہ خود بد ہین وہ بدبین ہین بلا کی مارے |

## غزل

نشاء مستی عروج مین ہے شراب گل کا خمار دیکھو
مہک رہی ہین یہ طفل غنچے چمن مین چلکے بہار دیکھو

عجب کی رنگت کی ہین شے رنگ عبیر کیسر گلال خوش رنگ
کہ خاک عاشق لہو کی رنگت ہمارا اُڑتا غبار دیکھو

اُدھر تو پچکاریان ہین ماری ادھر ہی آنکھونسی خون جاری
یہ ناتوان کو ہی بیقراری تم ایک گیندا اُسکے مار دیکھو

تمام سامان پھاگ کی ہین خوشی محبت کی ناگ کے ہین
سو یار بن دن یہ آگ کی ہین یہ ہوری جلجا رے یار دیکھو

کہین چراحی کرے ہی قلقل حریف رل مل کے بیٹھے ہین گل

طرح کا عذاب ہوتا نازل
ذکر کر لا الہ الا ہو

زن و فرزند مادر و پدر

سب یہ ہوینگے
ذکر کر لا الہ الا ہو

جسکو سمجھے ہی تو عزیز بیان
ذکر کر لا الہ الا ہو

دیوان ضامن

یارو وہی کہ مددگار ہو ہر غم مین شریک
سر کو ٹکرا کے در یار پہ جی دونگا اجی
مشت مین لاتی ہین کیا بند کبھی دنیا مین
ہست کو نیست کبھی تقوی کو جانے ہی غرور
ای طبیبو کوئی تجویز دوا ایسی کرو
مرگیا مین غم فرقت مین کسی کا ڈرکے

ہنستے ہنستے تمھین دیکھا ہی سیارے یارو
چھوڑ تنہا ہمین وہ گھر کو سدھارے یارو
پھر یہ ست جاتی ہین کیون ہاتھ پسارے یارو
ایسے بگڑی کو بھلا کون سنوارے یارو
نشہ بادۂ الفت کو اتارے یارو
چارہ سازی نہ چلی کچھ بھی بچارے یارو

خضر بھی چھوڑ گیا تیرہ جنگل مین تجھے
ہم بھی ضامن کو چلے چھوڑ پیارے یارو

یاد رکھ کھول دل کی آنکھ کو تو
سیان ذکر سی جین دلکو ترے ہو
بس ہمیشہ تجھے نہین جینا
آخرش زہر مرگ ہے پینا
چار دن کی حیات کے اوپر
ہر گھڑی موت سر پہ لے خنجر
گور ہے ایک قید خانۂ گل

ذکر کر لا الہ الا ہو
ذکر کر لا الہ الا ہو
کھول آنکھ دیدۂ بینا
ذکر کر لا الہ الا ہو
ای مرجان تو غرور نکر
ذکر کر لا الہ الا ہو
توڑ دیگی بدن کو باہم مل

ذکر کر لا الہ الا ہو

باغ دنیا مین گلاب کا پھول

ذکر کر لا الہ الا ہو

سنگدل ذکرِ حق سے ہووے رقیق
کام دنیا و دین کا بن جاوے
تو لگے ذکر دل میں ٹھن جاوے
چھوٹ جائینگے تجھ سے سب چھل
نفس کافر کو نیچے پاؤں کے مل

ذکر کر لَا اِلٰہ اِلَّا ہُو
گر خفا ہو خدا بھی من جاوے
ذکر کر لَا اِلٰہ اِلَّا ہُو
ضامن اب تو سنبھل سنبھال کر چل
ذکر کر لَا اِلٰہ اِلَّا ہُو

## غزل دیگر

ہمنے جانا تم کو جانا پردے اندر تم ہی تو ہو
ظاہر و باطن تم ہی تو ہو اور اوّل و آخر تم ہی تو ہو
فتویٰ دے کر کفر کا تم نے قتل کیا ہے عاشق کو
لفظ اَنَا الحق بول کے بیچو دار کے اوپر تم ہی تو ہو
احد سے احمد پیارا بن کے اُمّت کا سالار ہوا
صلّی علیٰ محبوبِ خدا یا شافعِ محشر تم ہی تو ہو
نَحْنُ اَقْرَب کہکر صاحب پردے میں تم خوب چھپے
ابتو ہم پہچان گئے ہیں جانی دلبر تم ہی تو ہو

ابرو کے محراب مین پیارے سجدہ کرین دیدار کو دیکھ
حرف پڑھون یا معنے سمجھون علم کھلا ہے باطن کا
ظاہر و باطن احد ہے احمد میم کے تو اسرار کو دیکھ
قاضی ملا دشمن میرے مفتی نے یہ فتوے دیا
مجنون جو تو بولا انا الحق گردن پر تلوار کو دیکھ
خلقت نے گھیرا لیا ہے کہنا مانون کس کس کا
عشق کہے بت دیکھ کسیکو عقل کہے سب کار کو دیکھ
عالم فاضل پڑھ پڑھ بھولے بھول گئے وہ پہلا سبق
جبہ دیکھا قلہ دیکھا بھول گئے دستار کو دیکھ
مظہر صابر ایک ہین دونون صورت پردہ سیرت کا
چشم خدا بین کھول کے ضامن وحدت کے اسرار کو دیکھ

## غزل دیگر

| | |
|---|---|
| فی الحقیقت راز دانی اور ہے | واعظو یہ قصہ خوانی اور ہے |
| مر گیا مرنے سے پہلے جو کوئی | اسکی عمر جاودانی اور ہے |

ہم بلا سے ناگہانی اور ہے
یاد آیا وصل کا دن شام ہجر
زاہدو کعبے کا بانی اور ہے
کعبہ دل کا تو بانی ہے خلیل
منع کیون کرتے ہو اسکو عشق سے
کیا عزیزو اسکا ثانی اور ہے
خود وہ آیا اور ٹھہری وصل کی
مہربان یہ قدردانی اور ہے
جانفشانی اور ہے اور کامرانی اور ہے
کوہکن سے جان [illegible] منت دی
بیشیون کی یہ نشانی اور ہے
عشق کے معشوق ہین یہ نازنین
دیدۂ ویران جان فشانی اور ہے
شمع پر پروانہ جلنا چاہیے

دیوان ضامن

بادہ پرزور سے کہنا حال زار
ہم سے کہنا اور سے کہنا زبانی اور ہے
ان بتون کو عشق مین بت جان ہے
ضامن اپنا یار جانی اور ہے

[illegible]

رخسار آتشین گل خندان یہ عاشقو
اس باغ سے شتابی اٹھیں بھای گل نجایئگا
خاموش ہو بزم شمع مین ہین چند فائدے
عاشق کو چاہیے کہ وہ جل جل کے ہو فنا
ای برق عشق خرمنِ ہستی کو پھونکدے

افسوس اس بہار مین بلبل کی جان جلے
بلبل کا جب تلک کہ یہ نہ آشیان جلے
پروانہ دیکھو بزم مین آ کر کہان جلے
جس طرح سے چراغ کا یار و دھوان جلے
مانند شمع میرا ابھی جسم و جان جلے

ظاہر ہے سوز و غم دل پروانہ اور شمع
حسرت کہ جانِ ضامنِ مسکین نہان جلے

ہر کا بھید نہ پایا ضامن ہر کا بھید نہ پایا رے
آپ ہی پرگھٹ ہو ہرجائی آپ مین آپ چھپایا رے
آپ کہے وہ نَحْنُ اَقْرَبُ آپ کہے فِیْ اَنْفُسِکُمْ
آپ کہے وہ تحتِ قبائی وَ اُعْبُدْ کیون فرمایا رے
جب تک تھا وہ پردے اندر سگرا بھید رہا تھا چھپا
پرگھٹ ہو کر باکل سیّان انت بچار ٹرھا یارے
اِٹ اور اُٹ اور مین تو پیارے وہم خیال ٹرھایارے
ظاہر و باطن آپ نرنجن اپنا آپ دکھایا رے

عشق کی آگ نے جلا کے مجھے

دیوان ضامن

| | |
|---|---|
| ای یار ہمین ابروِ خمدار دکھا دے | تو اپنے شہیدونکو یہ تلوار دکھا دے |
| بیمار تری آنکھونکا ہون فتنۂ عالم | وہ چشم سیہ نرگس بیمار دکھا دے |
| موسیٰ ہوئی بیہوش تری دیکھہ تجلّی | ہمکو بھی وہی جلوۂ دیدار دکھا دے |
| عالم ترے جلوی کا ہی مشتاق پریرو | تو گھونگھٹ کی کھڑکی سر بازار دکھا دے |
| پامال کیا حسن پری وش نازنے تیرے | ای شور فگن ہمکو وہ رفتار دکھا دے |
| کوچے مین تری جا کے کوئی پھر کے نہ آیا | تو ہمکو وہی قہقہہ دیوار دکھا دے |
| تو دیکھہ مری طرف ذرا حور شمائل | ای رشکِ قمر آئینۂ رخسار دکھا دے |
| ای غنچہ دہن رشک چمن باغ ارم یار | او سروِ روان ونوق گلزار دکھا دے |
| اسطرح تڑپ رقص نما طائرِ بسمل | صیّاد کو تو مرغ گرفتار دکھا دے |
| مین دیکھہ رہا ہون تری قدرت کا تماشا | پر راز نہان صاحبِ اسرار دکھا دے |

ضامن پہ کرم کر یہ بہت دور سے آیا
مشتاق ہے دیدار کا دیدار دکھا دے

| | |
|---|---|
| عشق نے خواب سے جگا کے مجھے | مار ڈالا اُسے دکھا کے مجھے |
| جلوۂ حسن رخ دکھا کے مجھے | چھپ گئے بے خبر بنا کے مجھے |
| کون سی تھی پری وہ رشکِ قمر | لے گئی رات کو اُڑا کے مجھے |

| | |
|---|---|
| شورشِ عشق نے کیا بدنام | ساری عالم مین غل مچا کے مجھے |
| آشناؤن نے اس زمانے کے | گھر مین چھوڑا ہے آشنا کے مجھے |
| نورِ احمدؐ ہے تیری رُخ مین عیان | آ دکھا واسطے خدا کے مجھے |

ضامن اُس نے دیا بہت دھوکا
عیش دُنیا کے بس دکھا کے مجھے

| | |
|---|---|
| اُس سے ملنا چاہیئے جس سے کہ اپنا دل ملے | جس سے راحت دلکو ہو اُس سے دل مائل ملے |
| قتل کر تیغ جفا سے جسکو جی چاہے ترا | اور کوئی دوسرا مجھ سا اگر بسمل ملے |
| جسکے ملنے سے ضرر ہو فائدہ کچھ بھی نہو | ایسے موذی سے کوئی احمق یا جاہل ملے |
| دل کبھی مت مل کسی سے اور ہم ملنے لگے | گر ملے تو کیا ملے بیکار بے حاصل ملے |
| کھینچکر شمشیر وہ آئے ہماری قتل کو | ہم بھی سر کو ہتھیلی پر سرِ محفل ملے |
| چھوٹ جائے اضطراب رقص نا موزون سے | مرغ بسمل کے گلے سے تیغ قاتل ملے |

کہہ نہین سکتا ہون مَین اسرارِ دل کو برملا
واقفِ اسرار ضامن گر کوئی کامل ملے

| | |
|---|---|
| اگر حاصل تجھے حق الیقین ہے | وہ ہر دم پاس تیری نازنین ہے |
| کہین وہ ظاہر و باطن کہین ہے | کہین وہ جلوہ گر پردہ نشین ہے |